

ڈرامہ

غالب پتھا

یہ دلچسپ ڈرامہ مختلف کالجوں اور سماجی اداروں
کی جانب سے نہایت کامیابی کے ساتھ اسٹیج

کیا جا چکا ہے

ظہیر افسر



PDF By :
Meer Zaheer Abass Rustmani

Cell Number : +92 307 2128068

Facebook Group Link :

<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/>

جملہ حقوق اشاعت بنام نسیم بک ڈپو لکھنؤ
محفوظ رہیں

قیمت

تین روپیہ

ناشر

نسیم انمولوی

نسیم بک ڈپو - لاٹوش روڈ - لکھنؤ

۲۴۵۵۹

آفس :-

۲۵۳۳۴

ٹیلیفون (۱) لاٹوش

باہتمام عزیز الرحمن نظامی پریس لکھنؤ میں چھپ کر شائع ہوا

(بار اول دسمبر ۱۹۷۵ء)

ڈرامہ ”غالب چچا پانچ ایکٹ میں“

پہلا ایکٹ :- مرزا غالب کے مکان کا زمانہ حصّہ

دوسرا ایکٹ :- مرزا غالب کے مکان کے باہر کے دروازے کے اندر پرکا چھوٹا سا حجرہ جس کے دونوں جانب دو کونٹھریاں بنی ہیں۔

تیسرا ایکٹ :- نواب قیاء الدین احمد خاں رختاں کے مکان کا وسیع دالان

چوتھا ایکٹ :- مرزا غالب کے مکان کا مردانہ حصّہ

پانچواں ایکٹ :- مرزا غالب کے مکان کے مردانہ حصّے کا ایک گوشہ

دو مآن — ڈھائی گھنٹے

ایک ایک ایکٹ بھی الگ الگ ایڈج کیا جاسکتا ہے

پیادی "عزیز" کے نام
اظہر افسر

طرازے کے افراد -

(بجیم غالب)	مرزا غالب
(شاگرد)	امراؤ بیگم
(دوست)	نواب ضیاء الدین احمد خاں
(شاگرد)	نواب ذوالفقار علی خاں
(شاگرد)	میر ہمدی مجروح
(شاگرد)	منشی بنی بخش حقیر
(ملاقاتی)	حافظ اندر علی
(شاگرد و کا دوست)	حکیم میر اثر علی
(ملاقاتی)	سید نصیر الدین
(ملاقاتی)	منشی احمد حسین
(حکیم)	میر محمود خاں
(حکیم)	احسن اللہ خاں
(کوہنوال)	فیض الحسن
(محبوبہ)	چاندنی
(نذر کر)	کلیساں (در نیاز علی)

پس منتظر

مہوشیقار
مہفتہ

ایکٹ ۳

میں مشاعرہ کے افراد

مرزا غالب
 شیخ محمد ابراہیم ذوق
 حکیم مومن خاں مومن
 مفتی صدر الدین آزاد
 ضیاء الدین احمد خاں نرگشاں
 حکیم آغا جان علیش
 نواب مصطفیٰ خاں شفیقہ
 نواب فتح الملک مرزا فخر دہلوی
 مرزا علی بیگ نازشیں
 حافظ دیران
 شاہی خواہی
 صاحبین - برقدانہ وغیرہ

ڈرامے میں حصہ لینے والے افراد

مرزا غالب۔ پہلے ایکٹ میں

عمر ۳ سال، کشیدہ قامت، چوڑا چکلا جسم، ڈاڑھی صفا
باریک موچھیں، جھپیں تاؤ دے کر کسی قدر موڑا ہوا ہے۔ بڑی بڑی
غلانی آنکھیں، سرخ و سفید رنگ، گردن پر لمبے لمبے پٹھے، سر
پر ایک پلے کی ہلکی سی ملل کی ڈوپٹی جس پر کشیدہ کاری کا کام کیا ہوا ہے
سفید ایک بڑکا پاجامہ، تزیین کا انگرکھا اور پیروں میں قدیم طرز
کی گھیتلی جوتی۔

دوسرے ایکٹ میں۔

عمر ۴ سال، وہی کشیدہ قامت، چوڑا چکلا جسم، لیکن ہلکی ہلکی
ڈاڑھی ہے، چھپچی رنگ، سفید پاجامہ، کاسنی رنگ کے
انگرکھے پر جو کشیدہ ڈوپٹی پہنے ہیں، پیروں میں گھیتلی جوتی ہے
تیسرے ایکٹ میں۔

عمر ۵ سال، وہی ڈیل ڈول، بھری بھری تل چاڈلی ڈاڑھی
لیکن گھنٹی نہیں، سفید ایک بڑکا پاجامہ، سفید نقشی ملل کا
انگرکھا جس پر زرد زمین کے جامہ دار کا قیمتی چغہ، سر پر لمبی سیاہ
پوسٹن کی ڈوپٹی ہے جو کلاہ پاباخ سے ملتی ہے۔
چوتھے ایکٹ میں۔

وہی قدر قامت، ڈاڑھی سفید بھک کسی قدر کمزور نظر آتے

غالب چچا

آتے ہیں۔ سامنے کے دو دانت ٹوٹے ہو گئے ہیں، زردی مائل
نقشی ملل کا انگرکھا، سفید ایک بڑا پاجامہ، عمر ۶۵ سال۔

پانچویں ایکٹ میں:-

سفید بھک ڈاڑھی، ہلکے کاسنی رنگ کے غلطے کا پاجامہ
سفید نقشی ملل کا لمبی آستینوں والا کرتہ جس پر بیل بوٹے بنے ہیں،
ننگے سر سر منڈھا ہوا ہے، بہت ہلکے ہلکے بال ہیں جو سفید ہیں، عمر

۳۲ سال۔

امراؤ بیگم (بیگم غالب)

عمر ۳۲ سال، گورا رنگ، نازک نقش، نہایت سفید غلطے
کا تنگ ٹریوں کا پاجامہ، لمبی آستینوں والا پٹا ہوا شفقان کا کرتہ،
جامنی مٹھل کی صدی اور دھانی دوپٹہ۔

نواب ضیاء الدین احمد خاں

عمر کوئی چالیس سال، چھوٹا قد، بہت گورا رنگ، نازک نازک
نقشہ، غلافی آنکھیں، چمکی ڈاڑھی، چھریا بدن، ایک بڑا پاجامہ سفید
سفید ہی انگرکھا، قالب چڑھی ہوئی جو گوشہ ٹوپی۔

حکیم آغا جان عیش

مختلفہ صورت، جب دیکھو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسکرا رہے ہیں، میانہ
قد، خوش اندام، سر پر ایک نکل سفید بال، ایسی ہی ڈاڑھی، گودی
سرخ و سفید رنگت، ہمیں ملل کا کرتہ اور سفید ہی ایک بڑا پاجامہ،
سفید انگرکھا، ایسا معلوم ہوتا ہے چنبیلی کا ڈھیر پڑا سنسن رہا ہے، عمر
۵۵ سال۔

مرزا علی بیگ نازنین :-

عمر ۲۰ سال، دُبے پتلے، چھریا بدن، کسرتی جسم، نازک نازک ناک
نقشہ، گوراز رنگ، ڈاڑھی مو پنچھ سب صفا چٹ، سفید ایک بر
کا پا جامہ، رنگین پھولوں کا انگہ کھا، دو پٹری ٹوپی، نرت خوب
کرتے ہیں آواز پاٹ دار ہے۔

حافظ غلام رسول ویران :-

عمر ۲۴ سال۔ نابینا ہیں، سفید ملل کا کرتہ، تنگ ہریوں کا
پا جامہ، سر پر کشیدہ جانی کی کلفت زدہ ٹوپی۔

نواب مصطفیٰ خاں شیفٹہ :-

عمر ۲۴ سال، رنگ گہرا سا نولا ہے مگر خوبصورت دکھائی دیتا
ہے۔ سیاہ گول ڈاڑھی، جسم کسی قدر بھاری، قدر متوسط، تنگ ہری
کا رنگین پا جامہ، سفید کرتہ، نیچی چولی کا انگہ کھا اور تہہ ناپنج گوشہ ٹوپی

فتح الملک مرزا فخر و :-

عمر ۲۴، ۱۴ سال کے لگ بھگ، کھلا گہواں رنگ، ڈاڑھی
سیاہ لمبی گردن، پتلی ادنیٰ ناک، کتابی چہرہ، بڑی بڑی آنکھیں،
بڑا دہانہ، ادنیٰ چوکا، آنکھوں کے نیچے کی ہڈیاں ابھری ہوئی،
سبز کم خواب کا پا جامہ، سفید ڈھا کے کی ملل کا کرتہ، جامہ دار کی
خفتان اور کار چوٹی جو گوشہ ٹوپی۔

”چاندنی“ :-

عمر ۲۵ سال، نہایت خوبصورت عورت، زرد رنگ کا لمبی آستینوں
والا کرتہ، سر پر گھبرن کا پا جامہ، کالے مخمل کی صدری اور دھانی

دو بیٹے، شفقان کا گھیر دا رکھتے دو بیٹے کے اندر سے صاف نظر آ رہا ہے۔
 مفتی صدر الدین آزاد

عمر کوئی ۵۶، ۵۷ سال، گداز جسم، ساڈلا رنگ، چھوٹی چھوٹی آنکھیں
 ذرا اندر کو دھنسی ہوئی، بھری ہوئی ڈاڑھی، لبیں کتری ہوئی۔ ایک
 برکاسفید پاجامہ سفید انگرکھا، سفید کلفت زدہ صاف پیر دل میں
 آدھی چھٹانک والی سلیم شاہی۔

تیسرے ایجنٹ میں سب کچھ وہی مگر سر پر عمامہ ہے اور انگرکھے
 پر چھوٹے چھوٹے پھولوں کا چھتہ۔
 شیخ ابراہیم ذوق :-

عمر ۵۷ سال، اوسط قد، قامت، رنگ ساڈلا، چہرے پر کثرت سے
 چیچک کے داغ ہیں مگر ایسے کہ بڑے نہیں معلوم ہوتے، آنکھیں بڑی بڑی اڈ
 روشن ہیں، سفید رنگ ہری کا پاجامہ، نفیس مکتہ سفید انگرکھا، زرد
 عمامہ اور کار چوبی کام کیا ہوا چھتہ
 حکیم مومن خاں مومن :-

عمر ۶۲ سال، کشیدہ قامت، سرخ و سفید رنگ، روشن آنکھیں، کھنچی
 ہوئی بھنوں، لمبی ستواں ناک، پتلے پتلے ہونٹ، ہونٹوں پر پان کا لاکھا
 جما ہوا، ہلکی ہلکی موچیں، خوبصورت ڈاڑھی، سر پر گھونگریالے بال، کاسل
 کچھ پیچھے کچھ کندھوں پر پڑے ہیں، بدن پر شر بتی ملل کا نیچا چولی
 کا انگرکھا، سرخ کلبدن کا پاجامہ، ہریوں پر سے تنگ اور کدو ڈھیلا،
 گلے میں سیاہ رنگ کا فیتہ جس میں سنہری توید بندھا ہے، ایک

کاگریزی رنگ کے دو پٹہ کو کر کے گرد لپیٹ لیا ہے جس کے دونوں کونے
سانے پڑے ہیں، انگوٹھ کی آستین پٹ کر چڑھالی ہے، سر پر گلشن
دو پٹری ٹوپی جس کے کناروں پر باریک لیس ہے، پٹی کمر،
چوڑا سینہ۔

نواب ذوالفقار علی خاں آذر :-

عمر چالیس سال، گورا رنگ، سیاہ بھری بھری ڈاڑھی، سفید ملل
کا کرتہ، سفید ایک بر کا پاجامہ، صورت سے پتہ چلتا ہے کہ نہایت
عیش کے دن گزار چکے ہیں، مگر جب ایکٹ ۴ میں مرزا غالب سے ملنے
آتے ہیں تو نہایت معمولی قسم کا چھینٹ کا فرغل پہنے ہیں، ایکٹ ۲
میں عمدہ لباس ہے۔

میر ہمدی مجروح :-

لمبا تہ چھریا بدن، گورا سرخ، سفید رنگ، کندھوں کے پاس سے
کسی قدر جھکے ہوئے، جسم پر سفید ایک بر کا پاجامہ، کتھنی رنگ کا
انگوٹھا، ایک رمال کندھوں پر سموں بنا کر ڈالا ہے جس کے دونوں
کنارے سانے لٹکے ہوئے ہیں، سر پہ بنفشی رنگ کے مٹل کی گول ٹوپی
پہنے ہوئے ہیں صاف ہیں، سیاہ جھدھی ڈاڑھی ہے، عمر کوئی چالیس
کے لگ بھگ۔

منشی نبی بخش حقیر

عمر ۲۳ سال، اونچے پودے، نیلگون کرتہ، تنگ ٹہری کا ایک
بر کا پاجامہ، جامہ دار کی صدری، پیروں میں سلیم شادی۔

حافظ اندر علی :-

عمر ۲۳ سال، نابینا ہیں، سفید ملل کا کرتہ، سفید پاجامہ، ہلکی نیلی صدری

غالب چچا

ہلکی ہلکی دائرہ میں سر پر سفید دودھ لٹکی ہوئی، بیرونی میں پڑائی لکھتی جوتی،
سیاہ نام ہیں۔ آواز بہت عمدہ ہے۔

حکیم میرا شرف علی :-

عمر ۲ سال، گورا رنگ، ہلکی ہلکی دائرہ میں، سفید تنگ ٹھنڈی کا
پاجامہ، سفید انگرکھا، سفید ہی قالب پر چھٹی ہوئی ڈپٹی، بیرونی
میں سلیم شاہی۔

سید نصیر الدین :-

عمر ۲ سال، گہواں رنگ، سیاہ دائرہ میں، زنجین تنگ ٹھنڈی
کا پاجامہ، آسانی رنگ، کا انگرکھا، بیرونی میں سلیم شاہی۔
منشی احمد حسین :-

عمر ۳ سال، رافلا رنگ، بھری بھری دائرہ میں، لمبا قد، سفید
پاجامہ، سفید ہی نیچی چولی کا انگرکھا، بیرونی میں سلیم شاہی۔
حکیم محمود خاں :-

گورا چٹا رنگ، عمر ۵ سال، کتابی چہرہ، تل چاؤ لی دائرہ میں،
سفید انگرکھا، سفید ایک بڑا پاجامہ، قالب پر چھٹی ہوئی ڈپٹی، بیرونی
میں سلیم شاہی نہایت عمدہ۔

حکیم حسن اللہ خاں :-

عمر ۵ سال، سرخ و سفید رنگ، بھری بھری دائرہ میں، گول چہرہ
جس پر کچھ کچھ چھپک کے داغ ہیں، آنکھوں سے ذہانت بکلی پڑتی
ہے، سر سے پاؤں تک سفید لباس، سفید تنگ ٹھنڈی کا پاجامہ،
سفید انگرکھا، کمر میں اٹلس کا چٹکا، سفید نقشی ڈپٹی، بیرونی میں

نرم کنش پا، بائیں ہاتھ میں بہت بڑے سبزنگ کی انگڑھی۔
فیض الحسن کو ڈال :-

عمر ۴۰ سال، سرخی مائل رنگ، لچیم شمیم، گھنی سیاہ ڈاڑھی،
کرتی جسم، سرکاری وردی، تنگ ہری کا پاجامہ، گھیرے دار سبز
انگرکھا، گھراستر پٹکا،

حلاز حین

کلیاں :-

کسی قدر بھرا بھرا جسم، اسطند، معمولی کپڑے کا سفید پاجامہ
تھکوں والا انگرکھا، نیچے کو بہت پھیلا ہوا، سر پٹیل کی نقشی
ٹوپی جس سے سفید بال نظر آ رہے ہیں، پاؤں میں پرانی سلیم شاہی
گلے میں ریشمون کا کالا، عمر ہر دور میں یکساں نظر آتی ہے۔ ڈاڑھی
بوسچہ صفا چٹ۔

نیاز علی :-

عمر ۳۰ سال، دبلا پتلا لمبا قد، معمولی کپڑے کا تنگ ہری کا
پاجامہ، تھکوں والے کرتے پر موٹے کپڑے کی صدری پہنے ہے،
پیروں میں پرانی سلیم شاہی ہے، ڈاڑھی بوسچہ صفا چٹ۔
شاہی خواصی :-

عمر کوئی تین سال، لمبا قد، مضبوط جسم، کھر کی دار چٹھی، سبز
انگرکھا، گھیرے دار، ہاتھ میں چاندی کا عصا، سیاہ ڈاڑھی، خوب
اچھی طرح کنگھی کی ہوئی۔

برقندار

سر پر کھڑکی دار پگڑی، سبز انارکھا ٹھہرے دار، زرد نیم آستین،
تنگ مہری کے موٹے پاجامے، موٹے کفش پا۔ عمر ۳۰ اور ۳۵ کے
درمیان درچاروں برقنداروں کا یہی حلیہ ہے۔

ایکٹ (۱)

منظر

(مرزا غالب کے مکان کا زمانہ حصہ، قدیم طرز کا وسیع دالان، داہنی جانب تخت پر سفید چاندنی کافرش، جس پر وسط میں اُمراد بیگم نماز پڑھ رہی ہے۔
 پردہ اٹھنا ہے تو مرزا غالب (مرزا غالب اور اُمراد بیگم کے "میک اپ" کے لئے تفصیل ابتدائی صفحات میں درج ہے) بائیں دنگ سے آہستہ آہستہ داخل ہوتے ہیں)

(اُمراد بیگم دعا ختم کر کے مرزا غالب کی طرف دیکھتی ہے۔)
 غالب (ادھر ادھر دیکھ کر) تم نے اچھے خاصے گھر کو خانہ خدا بنا لیا ہے، ایک طرف مصلیٰ اور دوسری طرف وضو کا کھڑا، محل سرافتخ پوری مسجد سے کیا کم ہے۔

اُمراد۔ (سروٹھوڑی سے دوپٹہ الگ کر کے جائے نماز اُلٹ دیتی ہے)
 ہونے دیجئے آپ کو ان باتوں سے مطلب (پھر دوپٹہ ٹھیک کرتی ہے) حکیم غلام اللہ خاں کا آدمی آیا تھا۔

غالب۔ ایک طرف تخت پر بیٹھ جاتے ہیں) تو کھلوا دیا ہوتا ہم گھر دیکھ رہے ہیں آٹھ دس دن میں منتقل ہو جائیں گے۔۔۔۔۔، اُن کا کہنا بھی درست ہے، جو ٹی انھوں نے خریدی ہے تو اپنی مرضی سے رد و بدل بھی کریں گے۔۔۔۔۔، حیرتہ بناؤ صبح والا مکان کیسا ہے، میں نے مردانہ حصہ تو دیکھ لیا ہے، وہ مجھے پسند ہے، باقی مکان کی بابت تمھاری

کیا رائے ہے۔

امراؤ۔ مکان تو خاصا ہے... لیکن...۔

غالب۔ لیکن —؟

امراؤ۔ سنا ہے اس مکان میں کوئی بلا ہے۔

غالب۔ کیلا۔ (منہتے ہیں) تم سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی اور بلا ہوگی؟

امراؤ۔۔ میں بلا بھئی تو کیوں بول لی اپنے سر؟

غالب۔۔ کوئی ہنسی خوشی بول لی ہے۔

امراؤ۔۔ آپ کو گھر بار سے اور خانگی کاروبار سے کبھی لگاؤ نہیں رہا۔

غالب۔۔ کیوں نہیں رہا۔۔۔ ضرور رہا ہے۔

امراؤ۔۔۔ پچھلے جاؤں میں آپ نے کیا کہا تھا، مجھے اچھی طرح یاد ہے۔

غالب۔۔ کیا کہا تھا؟

امراؤ۔۔ ایک دن طوطے کے پیرے پر آپ کی نظر پڑ گئی، وہ بے چارہ سردی

کے سبب پردوں میں منہ چھپائے بیٹھا تھا، آپ قریب گئے اور کہنے

لگے میاں مٹھو تھارے جو رو نہ سچے تم کس فکر میں سر جھکائے بیٹھے ہو۔

غالب۔۔ (منہتے ہیں) ٹھیک ہی تو کہا تھا۔۔۔ یہ دیکھو (انگوٹھے

کی جیب سے ایک کاغذ نکالتے ہیں) میرے تراگد امراؤ سنگھ کی

دوسری بی بی بھی سدھا گئی۔

امراؤ۔۔ جو دھا بائی مر گئی۔۔۔؟

غالب۔۔ ہاں۔

امراؤ۔۔ بڑا ہوا اس کے ننھے ننھے بچے ہیں۔

غالب۔۔ تین بچے ہیں، بھائی جو اہر سنگھ لکھتا ہے، بچوں کی پرورش کس

طرح ہو، اب وہ ان ننھے ننھے بچوں کی خاطر تیسری شادی نہ کرے تو کیا کرے
امراؤ :- امراؤ سنگھ کے حال پر رحم آتا ہے۔

غالب :- اس کے حال پر رحم اور اپنے واسطے (رک جاتے ہیں
پھر تخت سے اٹھ کر ٹہلنے لگتے ہیں) اللہ اللہ ایک وہ ہیں کہ ڈوڈ ڈوڈ بار
ان کی بیڑیاں کٹ چکی ہیں، اور ایک ہم ہیں کہ برسوں سے جو پھانسی کا
پھندا اسٹکے میں پڑا ہے نہ ٹوٹتا ہے نہ دم ہی نکلتا ہے، امراؤ سنگھ کو کون
سمجھائے کہ بھائی تیرے بچوں کو میں پاؤں لوں گا، تو کیوں تیسری بلا میں
پھنستا ہے۔ مگر نہیں، نہیں مانے گا۔

امراؤ :- آپ نے پیروں میں کیوں بیڑیاں ڈال لیں؟

غالب :- (ایک لمبا سانس لیتے ہیں) سو عالم دو ہیں، ایک عالم ارواح
ایک عالم آب و گل، حاکم ان دونوں عالموں کا ایک ہے جو خود فرماتا
ہے **لَمَنَ الْمَدْكُ الْيَوْمَ** ڈا اور پھر آپ ہی جواب دیتا ہے
اللَّهُ وَاحِدٌ الْقَهَّارُ سن رہی ہو؟

امراؤ :- ہاں ہاں سب سن رہی ہوں۔ شکر ہے آج کسی طرح اس کی یاد
آئی۔

غالب :- (مکراتے ہیں) ہر چند قائدہ عام یہ ہے کہ عالم آب و گل کے جسم
عالم ارواح میں سزا پاتے ہیں لیکن یوں بھی ہوا ہے کہ عالم ارواح
کے گنہگار کو دنیا میں بھیج کر اس کی سزا پوری کرتے ہیں۔ ... چنانچہ
امراؤ :- جی۔

غالب :- چنانچہ آٹھویں رجب ۱۲۱۳ھ بارہ سو تیرہ ہجری میں، میں رو بکاری
کے لئے یہاں بھیجا گیا۔ یعنی، ۲۷ دسمبر ۱۸۹۷ء کو بدھ کے بدن سورج

.... نکلنے سے چار گھنٹی پہلے آگرہ میں حضرت میرزا عبداللہ بیگ کے
گھر درود ہوا۔

امراء :- جی۔

غالب :- اسد اللہ خاں نام رکھا گیا، میرزا دودھ لہا کے فرزند کو میرزا نوشہ
پکارا گیا، ایک ترک ہوں، سلجوقی سلاطین سے سلسلہ نسب ملتا ہے،
میرزا دودھ شاہ عالم کے زمانے میں ماوراء النہر سے دلی آیا تھا،
حضرت میرزا دودھ لہا پہلے کھنڈ جا کر نواب آصف الدولہ کے نوکر
ہوئے پھر حیدر آباد جا کر نواب نظام علی خاں کی فوج میں تین سو
سواروں کے سردار ہوئے۔

امراء :- حیدر آباد بھی گئے تھے؟

غالب :- ہاں کئی برس رہے، پھر یہ ملازمت جب ایک خانہ جنگی کے
بکھڑے میں جاتی رہی تو والد نے الوداع کا قصد کیا اور ریاست آگرہ میں
راجہ بختاؤ سنگھ کے ملازم ہو کر کچھ دنوں بعد ایک ڈرائی میں شہید ہوئے
امراء :- آپ کی کیا عمر رہی ہوگی جب آبا خلد آشیانی سدا رہے ہیں؟
غالب :- میں کوئی پانچ برس کا تھا، آبا کے بعد چچا حضرت نصر اللہ بیگ
جو جاگیر دار اور انگریزی سرکار میں فوج کے سردار تھے، بڑی
شفقت سے میری پرورش کی۔ چار برس بعد وہ بھی مجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے
سرکار سے جاگیر کے عوض نیشن مقرر ہوئی اور ناہال میں تربیت پائی، یعنی
رو بکاری کے بعد تیرہ برس حوالات میں رہا۔

امراء :- حوالات؟

غالب :- اور کیا، تیرہ برس حوالات میں رہا اور ساتویں رجب ۱۲۲۵

بارہ سو پچیس ہجری کو حکم جس دوام صادر ہوا۔ یعنی نکاح۔ (امراؤ کی طرت اشارہ کرتے ہیں) نواب مرزا الہی بخش خاں نے ایک بیسٹری پاؤں میں ڈال دی اور شہر دکن کو زنداں مقرر کر دیا۔
امراؤ:- تو کیوں جس دوام کی سزا قبول کی نہ کرتے۔

غالب:- قبول کی — وجہ یہ کہ حضرت چچا جان مرزا نصر اللہ بیگ کی جو آرزو تھی، آرزوئے خانہ آبادی نے دیراں کر کیا کیا کروں مگر سایہ دیوار سیلابی کرے

نہ یہ دست گاہ کہ عالم کا میزبان بن جاؤں نہ یہ خوبی کہ سارے عالم کا ہمان کہلاؤں، اگر تمام عالم میں نہ ہو سکے نہ ہی جس شہر میں، میں رہوں اس شہر میں تو کم سے کم کوئی بھوکا نہ لگتا نظر آئے —
امراؤ:- جو کسی کو بھیک مانگتے نہ دیکھ سکے۔۔۔۔۔

غالب:- اور خود در بدر بھیک مانگے۔ وہ میں ہوں، اب تو یہ آرزو ہے کہ ایک شطرنجی اور لوٹا کندھے پر ڈالوں، لکڑی ہاتھ میں لوں اور پیادہ پا چل بھولوں آج یہاں، کل وہاں، کبھی شیراز جا نکلا، کبھی مصر میں جا بٹھرا، کبھی نجف جا پہنچا۔

امراؤ:- تو جان لیجئے کہ وہ وقت آن پہنچا ہے،

غالب:- یعنی

امراؤ:- وہ دن گزر سکے کہ سیٹھ متھرا داس سے قرض لے لیا، ادھر درباری مل کو جا مارا، ادھر خوب چند چین سکھ کی کوٹھی جا لائی، ہر ایک کے پاس تمسک ٹہری موجود، سارا سامان ہم نے بیچ بیچ کر کھا لیا۔ اب کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کا بندہ بے دست ہو سکے۔

غالب :- (ادھر ادھر دیکھتے ہیں)

امراؤ :- دو سال سے نیشن بند ہے، قلعہ کی تنخواہ کی ٹیسی ہے ابھی آپ نے سوچا بھی کہ یہ صبح و شام کس طرح گزرے ہیں، جس قدر کپڑا، گھنٹا سامان تھا، آہستہ آہستہ سب ختم ہو گیا، گویا ان دنوں لوگ روٹی کھاتے تھے اور ہم اپنی چیزیں۔

غالب :- (مسکرا رہے ہیں)

امراؤ :- سب سے زیادہ رنج تو مجھے ان نوکرانوں کا ہے جنہوں نے اس تنگی و عسرت میں بھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا، خوش و ناخوش جو کچھ ہم پر گزری ہے وہ بھی اس میں برابر کے شریک رہے ہیں۔

غالب :- تو خوش ہو جاؤ کہ اس دقت تمہارے لئے ایک خوشخبری لے کر آیا ہوں۔

امراؤ :- (بھنویں سکیڑ کر) خوش خبری۔

غالب :- ذاب یوسف علی خاں رئیس رام پور نے تورو دپے ماہوار وظیفہ مقرر کیا ہے۔

امراؤ :- (خوشی سے آنکھیں چمک اٹھتی ہیں) سچ؟

غالب :- اندر بہت جلد نیشن بھی جاری ہو جائے گی، پچھلے بقائے کے ساتھ امراؤ :- رب العزت نے مجھ عاصیہ کی دعا سن لی، ابھی ابھی میں نے اسی کے لئے دربارِ خداوندی میں ہاتھ پھیلائے تھے۔ رام پور کا وظیفہ کب تک آجائے گا۔

غالب :- (مسکراتے ہوئے) آجائے گا۔؟ — کہو آچکا۔

امراؤ :- آچکا — تو پھر کہاں ہے۔ آپ نے اندر تو کچھ نہیں بھیجا۔

غالب :- رہائش دنگ تک جاتے ہیں۔ پھر لوٹ آتے ہیں (لودہ آ رہا ہو)
(ہائیں جانب سے نیاز علی سر پر ایک ٹوکرا اٹھائے
جس پر گھاس بھی ہے (اندرا نکل ہوتا ہے)

غالب :- بڑی دیر لگا دی۔

نیاز علی :- راہ میں تفتہ صاحب کے آدمی نے روک لیا تھا، یہ مکتوب
دیا ہے۔

(نیاز علی بڑی دقت سے آہستہ آہستہ ٹوکرا اتار کر
نیچے رکھتا ہے)

غالب :- (مکتوب لے کر پڑھتے ہیں) آپ نے جو یہ سبب ذوقِ سخن اصلاح
اشعار منظور فرمائی تھی سو حاضر ہے — لاجول ولاقوۃ۔ (خط
تہ کر کے تخت پر ایک طرف رکھ دیتے ہیں) کس ملعون نے یہ سبب
ذوقِ شعر اشعار کی اصلاح منظور کی تھی؟ میں نے تو بہ طریقِ قہر درویش
برجان درویش اصلاح کے لئے لکھ دیا تھا جیسے (اُمراؤ کی طرف دیکھتے
ہیں) ایک اچھی جو دُورے خاندان اپنی جانب اشارہ کرتے ہیں) کے
ساتھ مزنا بھڑنا اختیار کرتی ہے۔ نیاز علی چلا جاتا ہے)

اُمراؤ :- (اٹھ کر) آم ہیں؟

غالب :- یہ آپ کے مطلب کے نہیں، بُرنبہ جام ہیں۔

(غالب ٹوکرے کو ادھر ادھر کرتے ہیں تو بکلیں کھنکھاتی ہیں)

اُمراؤ (ناگ سیکڑ لیتی ہے۔)

غالب :- ماتھے پر کی مسکین میں اضافہ نہ ہو تو عرض کر دوں کہ سارے وظیفے
کی خریدی ہے۔

اُمراؤ :- سارے وظیفے کی — — — اور — — — اور کھانے پینے کا کیا ہوگا؟
 غالب :- کھانے پینے کا — کیسی باتیں کر رہی ہو بیگم، کلماتِ کفر منہ سے نکال
 رہی ہو۔ اس نے ہر جان دار کے رزق کا ذمہ لیا ہے، اپنے سر ذمہ
 لیا ہے، میں کون ہوں جو کھانے پینے کی فکر کر دوں۔ ہاں جس چیز کا
 وعدہ اس نے نہیں کیا ہے اس کا بندہ بستی میں لے کر آیا ہے، کیا ر
 ہے خالص زلاتی،

اُمراؤ :- (دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر سسکیاں لینے لگتی ہے۔)
 غالب :- بیگم — — — بیگم
 اُمراؤ :- آج میں نے جان لیا کہ مجھ جیسی بد قسمت عورت اس دنیا میں
 کوئی نہیں۔

غالب :- بیگم — — —
 اُمراؤ :- سمجھتی تھی، کبھی تو آپ باپ دادا کی طرح سپہ گری کی زندگی اختیار
 کریں گے، کبھی تو آپ مالِ دزد گزوانے کے بجائے اسے سلہالنے
 کی فکر کریں گے، کبھی تو مجھے میکہ کا امیرانہ ٹھاٹھ مل بھر کے لئے نصیب
 ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں اولاد شوہر کی دی ہوئی سب سے بڑی نعمت ہے،
 راحت ہے، رات اولادیں ہوئیں، سو سو برس کی ہو کر چھن گئیں —
 عادت کو گود لیا، وہ داغِ مفارقت دے گیا۔ نہیں نہیں — کچھ نہیں۔
 کوئی راحت نہیں۔ کوئی نہیں — (اُمراؤ پھوٹ پھوٹ کر
 رونے لگتی ہے۔)

غالب :- (قریب آن کر) — بیگم — بیگم یہ کیا ہو رہا ہے؟
 اُمراؤ :- (پکارتی ہے) نیا نہ علی۔

(دائیں جانب سے نیسا علی آتا ہے)
 امراؤ :- کلیاں سے کہو ڈولی کا انتظام کرے میں قاضی کے حوض جاؤں گی
 میرا منہ کیا دیکھ رہا ہے - جانا -
 (نیسا علی جالے ٹھٹھا ہے)

غالب :- نیاز علی —
 امراؤ :- میں نے کیا کہا ہے تم سے کلیاں سے کہو ڈولی کا انتظام کرے -
 غالب :- نیاز علی -

(نیسا علی رُک جاتا ہے)
 امراؤ :- (نڈر سے) اب جاتے کیوں نہیں -
 (نیسا علی چلا جاتا ہے)

غالب :- بیگم —
 امراؤ :- مجھ سے نہ بولیے -
 غالب :- بیگم سندر تو —
 امراؤ :- میں نے کہا نا - جو آپ کا دل چاہے سو کیجئے
 (نیسا علی آتا ہے)

نیسا علی :- ڈولی تیار ہے -
 غالب :- ڈولی کے بچے، اتنی جلد ہی سمجھ کر ہاں مل گئے،
 نیاز علی - جی ہاں حضور -

امراؤ :- چلو تم آگے آگے چلو - (پھر غالب سے) دیکھ لیجئے اچھی طرح
 میں اس گھر سے کچھ نہیں لے جا رہا ہوں سوائے ان کپڑوں کے
 جو میرے جسم پر ہیں، کہو تو انھیں بھی اتار دوں کسی دن دلائی لیکو

کے کام آجائیں گے۔

غالب :- (داستہ روکتے ہوئے) بیگم — بیگم —
 اُمراء :- میں نے کہا نا، ہٹ جائیے میری راہ سے، نہیں تو میں اپنا سر
 پھونڈ لوں گی — جان دے دوں گی۔ آپ کے دوسرے بلا جا رہی
 ہے نا۔ اب کوئی روک ٹوک نہیں رہے گی، دلالتی ہے اور آپ ہیں،
 جی بھر کر عیش و نشاط منائیے۔

(سیکیاں لیتی بائیں جانب چلی جاتی ہے)

غالب :- بیگم — بیگم — (بائیں ڈنگ سے بڑھتے ہیں پھر سر تھام کر
 واپس آجاتے ہیں) عیش و نشاط۔

مئے سے غرض نشاط ہے کس روستیاہ کو
 ایک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے
 سخت پرگر پڑتے ہیں۔ آہستہ آہستہ اسٹیج کی روشنی مدھم
 ہوتی جاتی ہے۔ پس منظر میں سیقا در دناک آواز میں
 گارہا ہے)

موسیقار :- رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
 ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
 بے درد دیوار سا اک گھبر بنایا چاہیے
 کوئی ہمایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو
 پڑیے گھر بیمار تو کوئی نہ ہو تیسرا دار
 اور اگر مر جائیے تو لوحِ خوال کوئی نہ ہو
 (آہستہ آہستہ اسٹیج پھر روشن ہو جاتا ہے۔)

غالب چچا

بائیں جانب امراؤ بیگم کھڑی نظر آتی ہے۔

غالب :- (گھوم کر امراء کی طرف دیکھتے ہیں) وہ سرکار ہی ہے غالب
بھی سکر اتے ہیں !

(پردہ گرتا ہے)



ایکٹ (۲)

منظر

مرزا غالب کے مکان کے باہر کے دروازے کے اوپر کا چھوٹا سا حجرہ، چلے
دو ٹول جانے دوڑ پھریاں بنی ہیں۔

خوبصورت حجرہ کے وسط میں چاندنی کے فرش پر سرخ قالین بچھا ہے،
جس پر مرزا غالب، نواب ذوالفقار علی خاں کے ساتھ بیٹھے جو سر کھیل رہے ہیں
آس پاس نواب ضیاء الدین احمد خاں، خاں، منشی بنی بخش، حکیم میر شرف علی
منشی سید احمد حسین اور سید نصیر الدین بیٹھے ہیں، سب کے خدو خال اور لباس
ابتدائی صفحات میں درج ہیں، نواب ذوالفقار علی خاں اس وقت نہایت
قیمتی جامہ دار کا چنہ پہنے بیٹھے ہیں۔ پمدہ اٹھتا ہے (

نواب ذوالفقار علی :- قبلہ اس رمضان میں آپ نے کتنے روزے رکھے
غالب :- اس رمضان میں ؟

نواب ذوالفقار علی :- جی ہاں۔

غالب :- ایک نہیں رکھا۔

(سب ہلکتے ہیں)

غالب :- سارا رمضان روزے کھا کھا کر کاٹا، چلے چال چلے۔ آپ سے

چال نہیں سوچا ہی ہے تو آپ ادھر ادھر کی باتیں بنا رہے ہیں۔
بنی بخش :- (جو کسی قدر پیچھے بیٹھے ہیں) اب تو گھبرا گئے یہ کہتے ہیں کہ جائیگے
مڑ گئے بھی چین نہ پایا تو کہہ کر جائیں گے۔

غالب :- (چونک کر) بھٹی بنی بخش، تم نے ابھی یہ کس کا شرٹ پھا، ذرا
پھر سے پڑھنا۔

بنی بخش :- اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کہہ کر جاؤں گے

غالب :- سبحان اللہ۔ کس کا شرٹ ہے، تمہارا؟
بنی بخش :- جی نہیں، استاد شاہ حضرت شیخ ابراہیم ذوق کا۔

غالب :- سبحان اللہ، بھٹی پھر سے پڑھنا،
بنی بخش :- اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کہہ کر جاؤں گے
آگے چل کر کہتے ہیں :-

وہ نہیں ہم جو کریں خون کا دعویٰ تجھ پر
ہم سے پوچھے گا خدا بھی تو کچھ جائیں گے
غالب :- ہاں یہ شر بھی اچھا ہے مگر۔ واہ اس شر کا جواب نہیں۔ ایک
بار پھر پڑھنا۔

بنی بخش :- اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کہہ کر جاؤں گے
غالب :- ایک شر اور ہمیں بے حد پسند ہے، حکیم مومن خاں مومن کا۔
بنی بخش :- جی

غالب :- تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
(تخمین کا ہلکا شور بلند ہوتا ہے)

غالب :- کاش مومن خاں میرا سا ادبوان لے لیتا اور صرت یہ شعر مجھے دے دیتا
سید احمد حسین :- ایک اور شعر کا بھی آپ بار بار ذکر کیا کرتے ہیں۔

غالب :- کون سا؟

سید احمد حسین :- دکھلائیے لے جا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن کوئی

غالب :- ہاں وہ مرزا رفیع سودا کا شعر ہے، وہ اپنی جگہ آپ تمام رکھتا ہے۔

دکھلائیے لے جا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن کوئی خواہاں نہیں رہا جس کراں کا

نواب ذوالفقار علی :- یہ میں چل چکا اب آپ کی باری ہے۔

غالب :- بھئی پرسوں میرا ہندی بھڑوہ کی ایک غزل پڑھ کر تڑپے حد
تجرب ہوا۔ کیا عمدہ غزل اصلاح کے لئے بھیجی ہے

میاں اشرف علی ذرا دکھانا تو

حکیم میرا شرت علی :- (انگر کھکھی کی جیب سے ایک کاغذ نکالتا ہے) اور

پڑھتا ہے) دل میں قوت جگر میں تاب کہاں

اب وہ پہلا سا اضطراب کہاں

نواب ضیاء اللہ :- واہ وا۔ سبحان اللہ

نصیر الدین :- سبحان اللہ۔

میرا شرت علی :- وہ سمائے ہوئے ہیں نظر دل میں

اپنی آنکھوں میں جائے خواب کہاں

(سب تریف کرتے ہیں)

میرا شرت علی :- اس تغافل شعار کو ہم سب دم
خط تو کھوں مگر جواب کہاں

مقطع ہے۔ درمے خانہ بیہ ہا مجسروح

آپ جاتے ہیں اسے جناب کہاں

نواب ضیاء الدین :- واہ واہ۔ سبحان اللہ۔ واقعی اس بار بحر قح
نے بڑے سر کے کی غزل کہی ہے۔

غالب :- آج ہی حکیم میرا شرف علی کے ہاتھ غزل اور ان کے نامے کا جواب
بھجوا رہا ہوں بھٹی ذرا جواب بھی پڑھ دینا۔

میرا شرف علی :- سید صاحب، غزل کے خوراچھے نکالے ہیں۔ صبح کا وقت

ہے۔ سردی خوب پڑ رہی ہے، انگلی بھی سامنے رکھی ہوئی ہے،

دورحت کہتا ہوں، ہاتھ تاپتا جاتا ہوں، آگ میں گرمی سہی، مگر وہ

آتشِ یال کہاں کہ جب دوجرے پی لئے فوراً رگ رپے میں دوڑ

گئی، دل تو انا ہو گیا، دماغ روشن ہو گیا، نفسِ ناطقہ کو تو اجد ہم

پہنچا۔ ساتی کو تر کا بندہ اور تشنہ لب ہائے غضب ہائے غضب۔

نواب ضیاء الدین :- واہ استاد، سبحان اللہ۔

سید احمد حسین :- استاد، شراب کی جو کچھ بُرائیاں ہیں اسے تو سارا جہان جانتا

ہے مگر سب سے بُری خرابی جو اس میں ہے شاید آپ بھی اس کو جانتے

ہوں گے۔

وہ کونسی بُرائی ہے بھائی؟

سید احمد حسین :- یہی کہ شراب خود کی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی۔

غالب :- بھائی جس کو شراب پیسے ہو اس کو اور کیا چاہئے کہ اس کے لئے

وہ دعا مانگے۔

(ساری محفل تہنقہ زار ہو جاتی ہے)

غالب :- سنا ہے انگریز سرکار مجھے باغی مسلمانوں میں شمار کرتی ہے، تمام عمر میں ایک دن شراب نہ پی ہو تو کافر، اور ایک دن نماز پڑھی ہو تو گنہگار، پھر میں نہیں جانتا کہ سرکار نے کس طرح مجھے باغی مسلمانوں میں شمار کیا۔

(تھقے بلند ہوتے ہیں)

غالب :- کرنل براؤن کے اس سوال پر کہ دل ٹم سمان، میں نے جواب دیا تھا کہ آدھا۔ پوچھا کیا مطلب، میں نے کہا، شراب پیتا ہوں، سوہ نہیں کھاتا اس لئے آدھا کہا۔

(سب ہنستے ہیں)

نصیر الدین :- لیکن آپ شرابِ طہورہ سے محروم نہیں گئے۔
غالب :- دعا غلط نہ تم پیو نہ کسی کو پلاسکو
کیا بات ہے تمہاری شراب طہورہ کی
نواب ذوالفقار علی :- سبحان اللہ،

غالب :- اور پھر کل کے لئے کراچی آج نہ خیرت شراب میں
یہ سوئے ظن ہے ماساتی کیر کے باب میں

(دراستی جانب سے مولانا آندہ آتے نظر آتے ہیں، وہ سر
جھکا کر اندر داخل ہوتے ہیں، سوائے مرزا آندہ شراب
ذوالفقار علی کے سب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سلام
کرتے ہیں)

غالب :- (بیٹھے ہی بیٹھے) تیلمات بجالاتا ہوں۔
نواب ذوالفقار علی :- بندہ بھی تیلمات بجالاتا ہے۔

آزاد رہے۔۔۔ بھٹی مرزا صاحب ہم نے حدیث میں پڑھا تھا کہ رمضان کے
مہینے میں شیطان مقید رہتا ہے۔ مگر آج اس حدیث کی صحت میں
تردد پیدا ہو گیا،

غالب :- قبلہ حدیث بالکل صحیح ہے، کچھ تردد نہ فرمائیے، لیکن آپ کو معلوم
رہے کہ وہ جگہ جہاں شیطان مقید رہتا ہے، وہ یہی کڑھری ہے۔
(مولانا آزاد وہ اندر سب مٹتے ہیں)

آزاد رہے :- میں ایک بڑی ضروری بات گوش گزار کرنے کے لئے آیا تھا۔
غالب :- تشریف تو رکھیے
آزاد رہے :- میں بس یہ کہنے کے لئے آیا تھا کہ کچھ دنوں کے لئے آپ چوسر کا یہ
کھیل بند کریں۔

غالب :- چوسر (گردن اد پڑھا کر نہ دیکھتے ہیں) چوسر نہ کھیلا کر دیں۔؟
آزاد رہے :- ہاں کچھ دنوں کے لئے بالکل نہیں، حکام شہر میں آپ کے بارے
میں چہ می گوئیاں ہو رہی ہیں، محمد میرزا خاں کو تو ال جو آپ کے
مداح ہیں وہ چلے گئے، اب دوسرے کو تو فیض الحسن خاں آئے ہیں
غالب :- فیض الحسن خاں آئے ہیں،

آزاد رہے :- ہاں یہ نئے کڑوال ہیں، سنا ہے بڑے سخت گیر واقع ہوئے ہیں،
انہ خدا معلوم کیوں، پتہ چلا ہے کہ آپ سے انھیں خداداد اسطے کا
بیر ہے،

غالب :- (نواب آزاد الفقہاء علی سے) چلے صاحب آپ ہرہ چلے۔

اٹنے میں تدبیر کی آمد میں سنا می دیتی ہیں اور سنا سے
سامنے دہری پہنے فیض الحسن خاں کو تو ال اد پڑھے چار

برقنداز سرکاری دودیاں پہنے اندر داخل ہوتے ہیں)
فیض الحسن :- مرزا صاحب، میں آپ کو جوئے کے الزام میں گرفتار
کرتا ہوں، آپ میرے ساتھ چلے
غالب :- یہاں تھا دام سخت قریب آ مشیانے کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے
چلے صاحب۔

نبی بخش :- استاد محترم۔
غالب :- نبی بخش میں ہر کام کو خدا کی طرف سے سمجھتا ہوں، (مگر دن جھکا
لیتے ہیں) اور خدا سے لڑا نہیں جاسکتا، جو کچھ گزرا اس کے ننگ
سے آزاد اور جو کچھ گزرنے والا ہے اس پر راضی ہوں۔
فیض الحسن :- کوئی عذر؟
غالب :- کوئی عذر نہیں،

حمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا
اگر آزاد کرنا عبودیت کے خلاف نہیں تو یہ سیرا آزاد ہے کہ اب
میں اور دنیا میں عذر ہوں اور اگر ہوں تو ہندوستان میں نہ رہوں
روم میں مقیم ہیں ایران میں یہ بھی جانے دو خود کبہ آزادوں کی
جائے پناہ، آستانہ رحمت للعالمین، دل دادوں کی کھیم گاہ ہے۔
وہاں پناہ ملے۔ چلے۔۔۔۔۔

فیض الحسن کو ڈال، مرزا غالب، آزاد، نبی بخش
نصیر الدین، نواب ذوالفقار علی، احمد حسین،

غالب چچا

حکیم میراشرن علی اذرنواب ضیاء الدین احمد خاں آگے
بڑھتے ہیں۔

(پردہ گرتا ہے)

ایکٹ (۳)

منظر

نواب ضیاء الدین احمد خاں کے مکان کا وسیع دالان، دالان کو روشنی کے گلاسوں، قمقموں اور رنگین قندیلوں سے بھرا دیا گیا ہے، دالان کے چھت پر بجپوں سج ہو تیا کے ہار لٹکا کر لڑیوں کو چاروں طرف اس طرح کھینچا گیا ہے کہ سارا دالان گھیر لیا گیا ہے، کھینچیدہ پر جگہ جگہ ہو تیا اور چنبلی کے سفید ہار لٹکا رہے ہیں ہر طرف صاف ستھرے خاصدان رکھے ہوئے ہیں جس میں لال صافیدوں میں گلو ریاں رکھی ہیں، سامنے چاندی کے دو ٹھکان ہیں اندر کا تو رسی تیاں اور ادھر کنول روشن ہیں، پردہ اٹھتا ہے تو درمیان میں نواب فتح الملک، نواب ضیاء الدین خاں، امیر مرزا غالب بیٹھے ہیں۔ دائیں جانب استاد شاد شیخ ابراہیم ذوق، پہلو میں حافظ دیران اور ان کے شاگرد بیٹھے ہیں، بائیں جانب حکیم حسن خاں، مفتی آندہ، حکیم آغا جان، عیش مرزا علی بیگ، ازمن، نواب مصطفیٰ خاں، ثقیفہ اور دوسرے سامعین نصف دائرے کی شکل میں بیٹھے ہیں۔ محفل شاعرہ آراستہ ہے۔

اسب کے خد خالی اور لباس ابتدائی صفحات میں درج ہیں غرض رنگ برنگے آنکھ کھیل، درپردہ، آٹھ پہلو، الی اور چوکوشہ ٹوپوں سے سارا دالان بھرا ہوا ہے، صرت مرزا غالب کی ٹوپی سب سے جدا ہے وہ کلاہ باپانچ سے ملتی جلتی ادھی ٹوپی پہنے ہیں۔

دائیں جانب شاہی خواہی کھڑا ہے۔

شاہی خواہی :- حضرات شاعرہ شروع ہوتا ہے۔ (نواب فتح الملک
کی جانب دیکھتا ہے)

نواب ضیاء الدین خاں :- حضرت ظل سبحانی نے ہماری درخواست پر شاعرہ
کے لئے اپنا کلام بلاغت نظام بھیج کر میری عزت افزائی فرمائی ہے
اسی :- حاضرین حضرت ظل سبحانی صاحب قراں ثانی خلد اللہ ملکہ
وسلطنتہ کا کلام معجز نظام پڑھا جاتا ہے، نہایت ادب کے ساتھ گوش
دل سے سماعت فرمائیے۔

(خو بیٹے میں سے زریں کاغذ نکالنا اور نہایت عمدہ ترنم سے پڑھتا ہے)

خواہی :- لگتا نہیں ہے دل مرا اُجر طے دیار میں
کس کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں
کہہ دو ان حسرتوں سے کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دل داغدار میں
عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آمد نہ میں کٹ گئے، دو انتظار میں
کتنا ہے بد نصیب ظفرِ دفن کے لئے
دو گونہ زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں
(ہر شر پیر داؤد تحسین کا شور بلند ہوتا ہے)

نواب ضیاء الدین خاں :- ہماری کیا باط ہے جو ہم حضرت ظل سبحانی
کی غزل کی جیسی چاہئے ویسی تریف کر سکیں، البتہ ان نوازشات
شاہی کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو حضرت پیر و مرشد نے اپنا کلام

معجز نظام بھیج کر شرکائے شاعرہ اور مجھ عاصی پر ہند دل فرمائی۔
بارگاہِ جہاں پناہی میں ہمارا ناچیز شکریہ پیش کر کے عزت افزائی
کی جائے۔ سبھی شرکائے شاعرہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں
کہ آج کی محفل کے میر مجلسِ نواب فتح الملک بہادر عرف مرزا فخر
المتخلص بہ فرمیں۔

مرزا فخر :- میری کیا مجال جو میں آپ جیسے استادِ ان فن کے ہوتے ہوئے
میر شاعرہ بننے کا خیال بھی دل میں لاؤں، صرف نرمان کی تعمیل منظور
ہے نہ کہ کہاں اس شاعرہ کی میر مجلسی، خیر صاحب۔ جن میں
خوشنویانِ چمن کی آزمائش ہے، تقدم دتا خرابا رہے خیال نہ
فرمائیے، شمعِ نواب مصطفیٰ خاں شیفۃ کے آگے آتی ہے۔
ایک چہارہ کولِ نماشعِ نواب مصطفیٰ خاں شیفۃ کے آگے
رکھا ہے)

شیفۃ :- پہلے ادھر ادھر دیکھتے ہیں پھر ایک ایک لفظ سمجھا سمجھا کے
اداکر تے ہیں)

✓ ۱ | آدم سے ہے کون جہاں خراب میں
گل سینہ چاک اور صبا اضطراب میں
سب اس میں محو اندر یہ سب سے علاحدہ
آئینہ میں ہو آب، نہ آئینہ آب میں
معنی کیا نکر چاہئے صورت سے کیا حصول
کیا فائدہ ہے موج اگر ہے سراپ میں
ذات و صفات میں بھی یہی ربط چاہئے
جو آفتاب و درخشنی آفتاب میں

غالب چچا

وہ قطرہ ہوں کہ موجہ دریا میں گم ہوا
وہ سایہ ہوں کہ محو ہوا آفتاب میں
بیابان شیشہ، شوخ طبیعت، زباں دراز
ملزم ہوا ہے پر نہیں عساجہ جواب میں
تکلیف مشیت ہوئی تم کو مگر حضور
اس وقت اتفاق سے وہ ہیں عتاب میں

(ہر شعر پر تریف ہوتی ہے پہلے قسریے آمد پانچویں پر زیادہ)
مذاخرہ :- اب شیخ مفتی صدر الدین آزادہ کے سامنے آتی ہے۔
(ملزم) شیخ آزادہ کے آگے رکھتا ہے)

آزادہ :- (پنچی آزادہ سے آہستہ آہستہ پڑھتے ہیں) سب چپ ہیں۔ اس
لئے واضح بنائی دیتا ہے۔)

باتوں سے میرے کب تنہ نہ بالا جہاں نہیں
کب آسماں زمین دذ میں آسماں نہیں
افسردہ دل نہ ہو دید رحمت نہیں ہے بند
کس دن کھلا ہوا دید پیر مغاں نہیں
شب اُس کو حالِ دل نے بتایا کچھ اس طرح
ہیں لب تو کیا نگہ بھی ہوئی تر جہاں نہیں
کتنی کسی طرح بھی نہیں یہ شبِ فراق
نہاں کہ گردشِ آج تجھے آسماں نہیں
آزادہ ہونٹ ٹک نہ لے اس کے روبرو
مانا کہ آپ سا کوئی جادو بیاں نہیں

حاضرین ہر شر پر مناسب راہ دیتے ہیں۔
 مرزا نخرہ :- اب شمع حکیم آغا جان عیش کے آگے آتی ہے۔
 (ملازم شمع حکیم آغا جان عیش کے آگے رکھتا ہے)
 عیش :- عرض کرتا ہوں :-

صلح ان سے ہمیں کئے ہی بنی
 دل پہ جھگڑا تھا دل دے ہی بنی
 زہد و تقویٰ دھرے رہے سارے
 ہاتھ سے اس کے سئے پئے ہی بنی
 لائے وہ ساتھ غیسر کو ناچار
 پاس اپنے بٹھائے ہی بنی
 کس کا تھا پاس خرق ظلم اے عیش
 ان جفاؤں پہ بھی جئے ہی بنی
 (ہر شر پر تحسین کا شور بلند ہوتا ہے)

مرزا نخرہ :- اب شمع نواب ضیاء الدین احمد خاں رخشاں (پچھلے
 سکرائے ہوئے) تیر کے سامنے آتی ہے سب جانتے ہیں آپ
 رنجتہ میں رخشاں اور نادر سی میں تیر تخلص کرتے ہیں۔
 (ملازم شمع نواب ضیاء الدین احمد خاں رخشاں کے آگے رکھتا ہے)
 نواب ضیاء الدین :- عرض کرتا ہوں :-

پنی کے گرنے کا ہے خیال ہمیں
 سا قیا لیجئے سنبھال ہمیں
 شب نہ آئے جو اپنے دے پر
 گزرے کیا کیا نہ اخیال ہمیں

غالب چچا

دل میں مضمحل ہیں معنی باقی
کسی صورت نہیں زوال ہیں
تیرے غمت نے ایک دم میں کیا
مردہ ہزار سال ہمیں
طالع بد سے نیک رخشاں
اپنے ہی گھر میں ہے وبال ہمیں
مرزا فخر :- نواب غیاث الدین احمد خاں رخشاں تیرے بداداب شمع
مرزا علی بیگ نازنین کے آگے آتی ہے ۔
حافظ دیران :- لاد بھٹی ادھنی لاد ۔

(نابینا حافظ دیران کے اس جملے پر محفل تقہ زار بن جاتی ہے)
(سلازم سرخ رنگ کی ادھنی مرزا علی بیگ نازنین کو دیتا ہے)
مرزا علی بیگ نازنین :- (مرزا علی بیگ نازنین وسط میں آن کر ادھنی
ادھنتے ایک خاص ادا سے بیٹھتے اندرت کے ساتھ اپنے شر
پڑھتے ہیں)

مڑی عشاق میں مشہور یوسف سا جواں تاکا
بواہم عورتوں میں تھا بڑا دیدہ زلیخا کا
اگر اے نازنین تیرے بلی تیلی کا منی سی ہے
چھویرا سا بدن ، نام خدا ہے تیرے دد لھا کا
اساتذہ مسکرا رہے ہیں مگر دوسرے لوگ خوب زاد رہے
رہے ہیں ۔

مرزا فخر :- اب شمع حکیم مومن خاں مومن کے آگے آتی ہے ۔

ملازم شمع موہن کے سامنے رکھتا ہے۔
 موہن سنبھل کر بیٹھتے ہیں ادھ انگلیوں سے اپنے بالوں میں کنکھی
 کرتے ہوئے دل پذیر ترنم کے ساتھ یہ غزل پڑھتے ہیں:-

نادک اندازِ جدِ صمدیدہ جاناں ہوں گے
 نیم بسمل کئی ہوں گے، کئی بے جاں ہوں گے
 تو کہاں جائے گی سمجھ اپنا ٹھکانہ کہ لے
 ہم تو کل خوابِ عدم میں تب ہجراں ہوں گے
 ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے بشتیان کہ بس
 ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارماں ہوں گے
 پھر بس آئی وہی دشتِ نودہی ہو گی
 پھر وہی پاؤں، وہی خارِ نیلاں ہوں گے
 عمر سادی تو کئی عشقِ بستاں میں موہن
 آنہی وقت میں کیا خاکِ مسماں ہوں گے
 (ہر شعر پر دادِ تحسین کا شوقہ بلند ہوتا ہے)

(مرزا غالب کبھی ہر شعر پر سبحان اللہ کہتے ہیں)
 مرزا فخر د:- اب شمع استادِ شاہِ خاقانی ہند، شیخِ ابراہیمِ ذوق کے
 آگے آتی ہے

(ملازمِ ذوق کے سامنے شمع رکھتا ہے)

ذوق:- عرض کرتا ہوں۔

آنکھیں میری تلواروں سے وہ مل جائے تو اچھا
 ہے حسرتِ پادشاہِ بکمل جائے تو اچھا

بیادِ محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا
ہو تجھ سے عیادت جو نہ بیاد کی اپنے
لینے کو خبر اس کی اجل آئے تو اچھا
تاثرِ محبت تو عجب حُب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یاد پہ چسل جائے تو اچھا
فرقت سے تیری تارِ نفس سینے میں میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

(ہر شریٰ خوب داد ملتی ہے)

مرزا محمد (سکراتے ہوئے) اب شمع نجم الدین، دبیر الملک نظام
جگ مرزا اسد اللہ خاں غالب کے آگے آتی ہے۔

(ملازم شمع مرزا غالب کے سامنے رکھتا ہے)

غالب :- صاحبو، میں بھی اپنی بھیر دیں الاپتا ہوں۔

(نہایت ادب سے ادب پر درد آواز میں پڑھتے ہیں)

غالب :- دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
دہائیں گے ہم ہزارہ بار کدھی ہمیں دلائے کیوں
دیر نہیں حیرم نہیں، در نہیں آستان نہیں
بیٹھے ہیں وہ گزرتے ہم، غیر ہمیں اٹھائے کیوں
قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں
ہاں وہ نہیں خدا پرست جاؤ وہ بے دنا ہی
جس کو ہو دین و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں

غالب خستہ کے بغیر کن سے کام بند ہیں
 روئے زار زار کیا، کیجئے ہائے ہائے کیوں

(ہر شہر پر داد تحسین کا شور بلند ہوتا ہے)

نواب ضیاء الدین :- اب شمع میر مجلس نواب فتح الملک بہادر دہون
 حضرت مرزا فخرہ المتخلص بہ رحر کے آگے آتی ہے۔

(ملازم شمع مرزا فخرہ کے سامنے اگھتا ہے)

مرزا فخرہ :- بھلا میری کیا مجال ہے کہ میں آپ جیسے کامیلین فن کے
 مقابلے میں کچھ بڑھنے کا دعویٰ کر دوں، (سنجھل کر بیٹھتے ہیں) البتہ
 جو کچھ بڑا بھلا کہا ہے بہ نظر اصلاح عرض کر رہا ہوں، (رک کر)

مرزا فخرہ :- عرض کرتا ہوں (درد بھری آواز میں بڑھتے ہیں)

غم وہ کیا ہے جو جاں گزائے ہو

درد وہ کیا جو لادوائے ہو

درد کیا جس میں کچھ نہ ہوتا شہر

بات کیا جس میں کچھ مزانہ ہو

وہ تو ملتا ہے پر اے دل کم ظن

تبھ کو ملنے کا جو صلہ نہ ہو

شکوہ یاد اور زبان رقیب

کھیل ٹھہرا کوئی تکلہ نہ ہو

پھر تمھارے سہم اٹھانے کو

دُعا چھا ہوا بڑا نہ ہو

(محفل راہ داد و سبحان اللہ کے شور سے گونج اٹھتی ہے)

(پردہ گر رہا ہے)

ایکٹ (۴)

منظر
مرزا غالب کے مکان کا مردانہ حصہ

نوبہ صورت دالان جس میں داہنی جانب تخت بچھا ہے، تخت پر اُجلی چاندنی کچی ہے نیچے بھی اُجلی چاندنیوں کا فرش ہے، دستہ میں زرد زمیں والا بڑے بڑے سُرخ بھولوں کا عمدہ تالین ہے تالین پر کاڑھ کیے رکھے ہیں تالین سے قریب سیاہ خشم کا تلمہ ان ہے کھونٹیلوں پر مرزا غالب کے کچھ کپڑے لٹکے ہوئے ہیں۔

بارہ اٹھا ہے تو مرزا غالب تلمہ ان کے اندر کچھ دیکھ رہے ہیں،
بائیں جانب سے کلیاں داخل ہوتا ہے،

کلیاں :- حضور نواب ذوالفقار علی خاں آئے ہیں،

غالب :- (تلمہ ان بند کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں) بلاؤ۔

(کلیاں بائیں جانب جاتا ہے اور ایک لمحہ بعد بائیں جانب سے

نواب ذوالفقار علی خاں ایک برکاً پا جامہ، سفید کرتا اور معمولی

چھینٹ کا فرش پہنے داخل ہوتے ہیں۔

نواب :- تسلیات بجا لانا ہوں،

غالب :- (سلام کا جواب دیتے ہوئے) بہت دنوں بعد غریب خانے کا

دُرخ کیا، تشریف رکھیے۔

(مرزا غالب اور نواب ذوالفقار علی خاں قاشین پر بیٹھتے ہیں)

نواب :- دیکھیئے مرزا صاحب اس بار بھی آپ نے اپنا جو سن و فات

نکالا تھا ۱۲۷۷ ہجری غالب مُرد، غلط نکلا۔ (مہنتے ہیں)
غالب :- بھئی ۱۲۷۷ اس کی بات غلط نہ تھی، یعنی اس سن میں مجھے فرما چاہیے
تھا، مگر میں نے دبا ئے عام میں مرنا اپنے لائق نہ جانا۔

نواب :- جی

غالب :- نہ جہ کیا کہ اس میں میری کسر شان تھی، بعد دفع فراد ہوا کہ
سمجھ لیا جائے گا۔

(غالب اور نواب دونوں سکراتے ہیں)

نواب :- مطبع پر الاخبار میں چھپا آپ کے آمد و دیوان کا ایک نسخہ
ہم دست ہوا۔ انتخاب کلام لا جواب ہے، داد نہ دینا زیادتی
غالب :- نواب صاحب آپ عاصی کے آمد و کلام کی تعریف فرماتے
ہیں اور میں شرماتا ہوں، یہ غزلیں کا ہے کہ میں پیٹ پالنے کی باتیں
ہیں، میرے نارس کے قصیدے جن پر مجھ کو ناز ہے، کوئی ان کا
لطف نہیں اٹھاتا، اب دیکھئے قدر دانی اس بات پر منحصر ہے کہ گاہ بگاہ
حضرت ظل سبحانی فرما بیٹھے ہیں کہ بھئی تم بہت دن سے کوئی سوغات
نہیں لائے

نواب :- سوغات ؟

غالب :- جی ہاں ایسی نیار سخت، ناچار کبھی کبھی یہ اتفاق ہوتا ہے کہ
کوئی غزل کہہ کر لے جاتا ہوں، ابھی مطبع دار السلام سے تصحیح و ترتیب
کے بعد میرا نام ہی کلام میخانہ آمد و سرانجام کے نام سے نواب

عنیا الدین احمد نے شائع کیا ہے

نواب :- بجا فرمایا آپ نے (دک کر) منشی شیون رائے مالک مطبع مفید

خلائن آگرہ نے لکھا ہے کہ آپ نے گھر کا مطیع چھوڑ کر اپنا دلیرانہ میرٹھ
بھج دیا،

غالب :- ہاں بھئی ابتداء میں، میں کیا جانتا تھا کہ منشی شیونارائن کون
ہے، جب یہ جانا کہ شیونارائن ناظر بخشی دھر کا پوتا ہے تو معلوم ہوا
کہ یہ میرا فرزندِ دل بند ہے، اس کو ہمارے خاندان اور اپنے خاندان
کی آئینہ نشین کا حال معلوم نہیں،
نواب :- جی۔

غالب :- شیونارائن کے دادا کے والد عہدِ نجف خاں دہمدانی میں میرے
نانا مرحوم خواجہ غلام حسین خاں کے رفیق تھے، جب میرے نانا نے
نوکر کی ترک کی اور گھر بیٹھے تو اس کے دادا نے بھی کمر کھولی اور پھر
کہیں نوکر کی نہ کی، یہ باتیں میرے ہوش سے پہلے کی ہیں۔
نواب :- جی۔

غالب :- مگر جب میں جوان ہوا تو دیکھا منشی بخشی دھر اور خاں صاحب
ساتھ ساتھ ہیں۔ شیونارائن کے باپ مجھ سے دو ایک برس بڑے
ہوں یا چھوٹے ہوں، انیس بیس برس کی میری عمر اور ایسی ہی عمر
ان کی، اخلاط اور محبت، باہم شطرنج، آدھی آدھی رات کو گر
جاتی تھی، چونکہ ان کا گھر بہت دُور نہ تھا، اس واسطے جب چاہتے
تھے چلے آتے تھے، چلے جاتے تھے،
نواب :- جی۔

غالب :- میں نے بڑی تفصیل سے شیونارائن کو لکھا ہے، اور بھائی بارہ
برس کی عمر سے کاغذِ نظم و نشر میں مانند اپنے نامہ اعمال کے سیاہ

کر رہا ہوں، سب شیونداراٹن ہی سے چھوڑاؤں گا،

مرزا غالب، نواب ذوالفقار علی خاں کو ادھر سے نیچے تک دیکھتے

ہیں، چہرہ بکیدہ خاطر ہو جاتا ہے، پھر چہرہ پر بشارت لاکر نواب

ذوالفقار علی خاں کا چھینٹ کا نرغل دیکھتے ہیں۔

غالب :- بھئی کیا عمدہ چھینٹ کا نرغل آپ نے پہنا ہے۔

نواب :- اچھا ہے۔

غالب :- بہت اچھا، یہ چھینٹ آپ نے کہاں سے لی، مجھے اس کی

وضع بہت سی کھلی معلوم ہوتی ہے۔

نواب :- جی۔ وہ۔

غالب :- آپ مجھے بھی نرغل کے لئے یہ چھینٹ منگوادیں۔

نواب :- میرزا صاحب یہ نرغل آج ہی بن کر آیا ہے، اور میں نے اسی پٹ

پہنا ہے، اگر آپ کو اس نرغل پر پسند ہے تو یہی حاضر ہے۔

غالب :- جی تو یہی چاہتا ہے کہ اسی وقت آپ سے چھین کر پہن لوں،

مگر آپ یہاں سے مکان تک کیا پہن کر جائیں گے۔

(مرزا غالب ادھر ادھر دیکھتے ہیں اور پھر کھونٹی پر سے

اپنا نہایت قیمتی مالیدہ کا چغہ اتار کر دیتے ہیں)

(نواب ذوالفقار علی خاں اپنا چھینٹ کا نرغل اتار تے

ہیں، مرزا غالب ان سے نرغل لے کر نہایت ترغی نظر دے

سے دیکھتے ہوئے اسی کھونٹی پر لٹکا دیتے ہیں، جہاں سے

انہوں نے اپنا قیمتی چغہ لیا تھا۔)

(دونوں کھڑے ہیں)

غالب :- تشریف رکھیے،

نواب :- اب اجازت دیجئے، تسلیمات، پیرا خیال ہے مرزا صاحب دہتی دنیا تک آپ کا نام صرف آپ کے اور دو کلام ہی کے باعث ہمیشہ ہمیش باقی رہے گا۔

غالب :- تسلیمات -

نواب ذوالفقار علی خاں بایں جانب سے پہلے جاتے ہیں مرزا غالب کچھ سوچتے ہوئے ٹھہر رہے ہیں، دائیں جانب سے کلیاں اور بائیں جانب سے میر مجروح داخل ہوتے ہیں، ہاتھ میں کچھ اخبار ہیں۔ کلیاں سر پر کھانے کا خوان لئے ہوئے ہے، ہاتھ میں نقشی کپڑا ہے۔

غالب :- (مجروح کو دیکھ کر) اے جناب سید صاحب السلام علیکم، حضرت آداب،

مجروح :- (بڑے آداب سے اپنے استاد کو سلام کرتے ہیں)۔
(کلیاں تخت پر نقشی کپڑا بچھا کر مختلف پیالے اور کابیاں رکھتا ہے)

مرزا غالب ذرا اسی دیر کے لئے داہنی جانب گئے ادٹ کی طرف جاتے اور لوٹ آتے ہیں تو ان کے ہاتھ بھیگے ہوئے ہیں،
غالب :- (تخت پر بیٹھتے ہوئے) آؤ کھانا کھاؤ۔
مجروح :- جی نہیں میں ابھی کچھ دیر ہوئی کھا کر چلا تھا۔

غالب :- ان پیالیوں کو دیکھو اور بدتنوں کی کثرت کا خیال کرو تو میرا دسترخوان یزید کا دسترخوان معلوم ہوتا ہے، اور جو کھانے کی مقدار

کو دکھو بانید کا۔

(مجرورح سکر اتے ہوئے پاس ہی تخت پر بیٹھ جاتے ہیں)

غالب :- تم تو جانتے ہو میری مرغوب غذا، بس ایک ہی ہے، وہ ہے گوشت اور کچھ نہیں، پہلے ایک دقت بھی بغیر گوشت کے نہ رہ سکتا تھا، مہل کے دن بھی ٹھہر سی یا شور بانہیں کھایا، آج کل تو خوراک بہت کم ہو گئی ہے۔

مجرورح :- جی۔

غالب :- صبح سویرے کسی قدر شیرہ بادام پتیا ہوں، اس دقت پاد میسر گوشت کا قدامہ، ایک پیالے میں دوٹیاں، دوسرے میں شوربا، اس پیالے میں پھلکے کا جھلکا شوربے میں ڈوبا ہوا ہے اور اس پیالی میں ایک انڈے کی زردی ہے، اس پیالی میں ذرا سا دہی، بس، شام میں کباب یا سرخ کے کباب، (ایک لقمہ لیتے ہوئے) بھئی اگر چنے کی دال ہو چکی تھی تو لے آتے، یا مجھ سے کہا ہوتا میں منگو ادیتا، آج کسی چیز میں چنے کی دال نظر نہیں آتی،

کلیاں :- حضور دال تو گھر میں موجود ہے، منگوانے کی حاجت نہیں،

غالب :- پھر؟

کلیاں :- حضرت میرزا باقر کی زولہن بگاہیم چنے کی دال نہیں کھاتی۔

غالب :- او ہو تو یہ بھی اپنے خسر عارف پر گئیں، اور خدا سے بڑھ گئیں۔

مجرورح :- خدا سے بڑھ گئیں حضرت وہ کیسے؟

غالب :- چنا تو وہ چیز ہے جس پر خود اسٹریاں کی رالی ٹپک پڑی تھی، چنے
نے ایک دفعہ جناب الہی میں فریاد کی تھی کہ دنیا میں مجھ پر بڑے
ظلم ہوتے ہیں، مجھے دلتے ہیں پیستے ہیں، بھونکتے ہیں اور مجھ سے
سینکڑوں کھانے کی چیزیں بنا کر کھاتے ہیں، جیسا مجھ پر ظلم ہوتا ہے اور کسی پر نہیں ہوتا۔
مجروح :- جی۔

غالب :- (لقمہ لیتے ہوئے) وہاں سے حکم ہوا کہ اے چنے تیری خیر
اسی میں ہے کہ ہمارے سامنے سے چلا جا ورنہ ہمارا ابھی یہی جی
چاہتا ہے کہ تجھ کو کھا جائیں۔
مجروح :- خوب۔

غالب :- تو چنا تو وہ چیز ہے جس پر خود اسٹریاں کی رالی ٹپک پڑی تھی
جب ہو چنا اتیں کھاتیں تو یہ خود خدا سے کبھی بڑی ہو گئیں۔
(مرزا غالب اور مجروح ہنستے ہیں)

مجروح :- (بیٹھے بیٹھے ایک اخبار کھولتے ہیں)

غالب :- یہ اخبار کیا ہے؟

مجروح :- جی پندرہ جولائی کا اگرہ کا اخبار "سدا الاخبار" ہے،

غالب :- کوئی خاص اطلاع ہے؟

مجروح :- (پڑھتے ہیں) لکھا ہے ان دنوں شاہ دین پناہ نے جناب

علی الاقباب مرزا اسد اللہ خان کو بہ فرط عنایت اپنے حضور طلب

کر کے ایک کتاب تواریح کے لکھنے پر جو بیورو کے زمانے سے سلطنت

حال تک ہوا جو کیا ہے اور شش پارچہ پیش بہا خلوت اور رقوم

جواہر سے سرفراز فرمایا ہے۔

غالب :- (سکراتے ہوئے) پُرانی اطلاع ہے،

مجرد ح :- آگے کھا ہے، یقین ہے کہ تداریح تذکرہ دل چپ اور متن عبارت میں کھل جائے گی کہ ہر ایک اس کے نطف عبارت سے فیض یاب ہوگا عاصی تہنیت نامہ بھی بھیج چکا ہے،

غالب :- بھائی وہ مل گیا اور بات بھی کافی آگے بڑھ گئی ہے، کتاب ہے ”ہر نیمروز“ پہلے تو حضرت بہادر شاہ ظفر کا خیال تھا کہ خاندانِ تیمور کی تاریخ یعنی صاحبقران امیر تیمور سے لے کر حکمرانِ عہد تک حالات قلم بند ہوں، چنانچہ امیر تیمور کے حالات سے کتاب کا آغاز ہوا پھر حضرت ظہیر الدین بابر بادشاہ تک کی سرگزشت مکمل کر دی، اب حضرت ہمایوں بادشاہ کی جلاد طغی اور ایسی تک کی داستان بکھڑ لی ہے،

مجرد ح :- سبحان اللہ۔

غالب :- اب حضرت بہادر شاہ نے حکم دیا ہے کہ تاریخ دنیا کے آغاز سے لکھی جائے اور آئندہ کے لئے حکیم حسن اللہ خاں کو مدد اور مشورہ کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ پہلے خود ہی کتب تاریخ سے واقعات کا انتخاب کرتا تھا اب اس نئے حکم کے مطابق واقعات کے اقتباس و انتخاب کا کام انجام دیں گے حکیم حسن اللہ خاں اور میرے پاس بھیج دیں گے، میں انھیں فارسی میں منتقل کر دیں گا۔

مجرد ح :- جی۔

غالب :- ارادہ ہے کہ پہلی کتاب ہر نیمروز میں آغاز سے ہمایوں بادشاہ کی جہاں گردی اور جہاں گیری تک کے حالات اجمال سے لکھوں، اور

دوسرے حصے میں جلال الدین اکبر بادشاہ سے لے کر بادشاہ عصر
ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ کے عہد تک کے حالات لیتنا زیادہ
تفصیل سے قلم بند کر دوں

مجرد ح :- اور دوسرے حصے کا نام ؟

غالب :- ماہِ نیم ماہ

مجرد ح :- خوب سبحان اللہ۔ ماہِ نیم ماہ۔ الوکھی ترکیب ہو سبحان اللہ
(مردا غالب تحفہ پر سے اٹھتے ہیں اور ادراٹ میں ہاتھ پاک کرنے
کے لئے چلے جاتے ہیں)

مجرد ح :- ابھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، کلیاں دائیں جانب
سے داخل ہو کر پرتن اٹھالے جاتا ہے)

مجرد ح :- یہ کتب آپ چھپوا دیئے گا۔

غالب :- روایتیں جانب سے داخل ہوتے ہوئے : میاں کیا باتیں کرتے
ہو، میں کتابیں کہاں سے چھپواؤں گا، روٹی کھانے کو نہیں،
شراب پینے کو نہیں، ادھر جا رہے آتے ہیں، لہجہ تو شک کی
نکر ہے، میرا شاگرد منشی ہر گوپال تفتہ موجود ہے اس کو میں نے کھ
دیا ہے ہاں خوب یاد آیا، کل سے تین نامے، کھے ہیں ان کے جواب
لکھتے ہیں، مرضی ہو تو آئے میں کھوادوں۔

مجرد ح :- جی ضرور۔

مردا غالب قلمدان کے پاس بیٹھ کر اسے کھولتے ہیں پاس ہی
مجرد ح ایک کھٹنا ادبچاکر کے بیٹھ جاتے ہیں، غالب قلمدان
میں سے کچھ نکتے نکال کر مجرد ح کو دیتے ہیں، پھر ایک پردالا

غالب چچا

قلم دوات، دہ تین شقے خود سنہال لیتے ہیں)

غالب :- سب سے پہلے لکھو حاتم علی ہر کو، بندہ پردہ آپ کا ہر بانی نامہ
آیا اور محبت خیر بائوں نے غم کیسی بھلایا۔

خود شکوہ دلیل دفع آزار پس ست

آید بہ نہاں ہر آنچہ اندل بردہ

مجدوح :- لکھ کر مرزا غالب کی طرف دیکھتے ہیں) جی

غالب :- لکھو۔ فقیر شکوے سے برا نہیں مانتا۔ مگر شکوے کے فن کو سوائے

میر سے کوئی نہیں جانتا۔ شکوے کی خوبی یہ ہے کہ راہِ راست سے

مفت نہ ہوئے اور مع ہمداد دوسرے کے واسطے جواب کی گنجائش نہ

چھوڑے۔ کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ کو آپ کا فرخ آباد جانا معلوم

ہو کیا تھا؟

مجدوح :- جی

غالب :- اسی واسطے خط نہیں لکھا تھا۔ کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے

اس طرح میں کئی خط بھیجے اور وہ الٹے پھر آئے، آپ شکوہ

کا ہے کہ کرتے ہیں، اپنا گناہ میرے ذمے دھرتے ہیں، نہ جاتے

وقت لکھا کہ میں کہاں جاتا ہوں نہ وہاں سے جا کر لکھا کہ میں کہاں

رہتا ہوں، کل آپ کا ہر بانی نامہ آیا، آج میں نے اس کا جواب

لکھو یا کہنے اپنے دعوے میں صادق ہوں یا نہیں، درد مند دل کو

سمانا اچھا نہیں۔ خدا سے میں بھی چاہوں از رو ہر

نزد غمیز مرزا حاتم علی ہر

والسلام

مجرد ح :- سبحان اللہ - سبحان اللہ سبحان اللہ -
 غالب :- اے میاں سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کئے جاتے ہو، اُردو
 عبارت کھنے کا تم نے بھی اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجھ کو رشک آنے
 لگا ہے

مجرد ح :- میں نے حضرت ؟
 غالب :- سنو دلی کے تمام مال و متاع و درود گہر کی لوٹ پنجاب احوال
 میں کتنی یہ طرز عبارت خاص سیری تھی، سیری دولت تھی سو ایک
 ظالم پانی پت، انصاریوں کے محلے کا رہنے والا لوٹ لے گیا،
 مگر میں نے اسے بجا لیا

مجرد ح :- (اٹھ کر تسلیات بجالاتے ہیں)
 غالب :- مگر عبارت کھنے کا ڈھنگ کیا ہاتھ آیا ہے کہ تم نے سارے
 جہاں کو سر پر اٹھایا ہے، ایک غریب تیرے مظلوم پیرن صاحب کے
 چہرہ نورانی پہ ہمارا سا نکلا ہے اور ہم کو سرمایہ آرائش کفار بہسم
 پہنچا ہے -

مجرد ح :- (منہ تھپتے ہیں) جی -
 غالب :- ابھی دوسرا نامہ لکھو -
 مجرد ح :- جی ارشاد ہو -

غالب :- حضرت دلی نعمت آئینہ رحمت سلامت -
 مجرد ح :- ذاب محمد یوسف علی خاں دانی رام پور کے نام ؟
 غالب :- ہاں - لکھو - آداب نیاز بجالا کر عرض کرتا ہوں کہ سیر و چلے کی
 ہندوی بابت مصارف ماہ نومبر ۸۵۹ اپنی اورد و پیہ وصول میں

آیا، اندر صرت ہو گیا، اندر میں بدستور بھوکا اندر نہنگا رہا۔ تم سے نہ
کہوں تو کس سے کہوں، اس شاہرہ مقرر کے علاوہ دوسرے
اگر مجھ کو اندر بھیج دیجئے گا تو بھلا لیجئے گا۔

مجرد ح :- جی

غالب :- لیکن اس شرط سے کہ اس عطیہ مقرری میں محبوب نہ ہو اور
بہت جلد مرحمت ہو، زیادہ عداوت۔ تم سلامت رہو قیامت
تک اندر ہر برس کے ہوں دن سچا س ہزار، تمھاری سلامتی
کا طالب غالب۔

مجرد ح :- جی

غالب :- ابھی ابھی نواب زاد الفقار علی خاں آند آئے تھے یہ ان
رد ساء اندر عیادین میں سے ہیں جن کی گردش روزگار کے باعث
حالت سقیم ہو گئی ہے میں نے آج تک انھیں مالیدہ اندر جاہ
نادر کے چغول کے سوا کچھ اندر پہنے نہیں دیکھا، آج پرامموری چھلنے لے
کا فرغل پہنے تھے۔

مجرد ح :- لیکن جہاں تک عاصی کو یاد پڑتا ہے میں نے انھیں مالیدہ
آج کے فرغل میں جاتے دیکھا۔

غالب :- تم سے ملاقات ہوئی تھی؟

مجرد ح :- جی ہاں ایسی ڈیڑھ گھنٹہ کے سامنے،

غالب :- بس اس بات کو اپنے ہی تکرار پہنے دو۔

مجرد ح :- میں سمجھا نہیں۔

غالب :- سمجھنے کی چندال ضرورت بھی نہیں، ہاں کھوتیرا خط لکھو، میں تو

اس تنہائی میں صرغ خطوں کے بھروسے جیتا ہوں، یہ میں تم سے کہہ رہا ہوں
مجرد ح :- جی ہاں۔

غالب :- جس کا خط آیا میں نے جانا کہ وہ شخص تشریف لایا، اور خدا کا
احسان ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جو اطراف و جوانب سے
دو چار خط نہیں آ رہتے ہوں، مگر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دن میں دو
دو بار ڈاک کا ہرکارہ خط لاتا ہے، ایک دو صبح کو، ایک دو شام
کو، میری دل لگی ہو جاتی ہے، دن ان کے پڑھنے میں اور جواب لکھنے
میں گزر جاتا ہے۔

مجرد ح :- جی۔

غالب :- ادب منشی ہر گویا پالی تفتہ کو لکھو، میرزا تفتہ صاحب، دیکھو پھر تم
نہ لگا کر تے ہو، یہی بیش و بیش کا قصہ نکلا، غلطی میں جمہور کی پردہ
کیا فرض ہے۔ یاد رکھو یا اے تختانی تین طرح پر ہے، جو دیکھو اس پر
معجزہ کہنا گویا عقل کو کالی دینا ہے، دوسرے تختانی مضات ہے،
ہمزہ یہاں بھی مغل ہے، جیسے آشنائے قدیم، توصیفی، اضافی، بیانی،
کسی طرح کا کہ ہمزہ نہیں چاہتا، خدا اے تو شوم، رہنا اے تو شوم
یہ بھی اس سے قبیل سے ہے، تو حیدری آشنائے، یعنی ایک آشنا
کوئی آشنا، یہاں جب تک ہمزہ نہ لکھو گے، دانائے کھلاؤ گے،

مجرد ح (لکھ کر مرزا غالب کی طرف دیکھتے ہیں)۔ جی۔

غالب :- پھر بھی یہ نصیذہ ہم کو تھا، بہت پسند آیا، جیتے ہو خوش
رہو، غالب۔

آہستہ آہستہ اشج پر اندھیرا چھا جاتا ہے ایک طرف سے
نیاز علی دوسری طرف سے کیاں قدیم و قسح کہ روشن لیمپ
لے آتے اور محرابوں میں رکھ دیتے ہیں، اشج پھر سے
روشن ہو جاتا ہے

غالب :- لکھنؤ اب ہم تھک گئے۔ مضمحل ہو گئے تو سی غالب
اب غنا صریح عقد ال کہاں

راٹھک کھڑے ہو جاتے اور انکو کھا آنا کر کرتے پا جاتے سے تخت پر
لیٹ جاتے ہیں :-

امیر ہدی مجروح قلم و ذات ایک طرف رکھ کر مرزا غالب کے
پیردوں کے پاس آ بیٹھتے اور پیردبانے کہتے ہیں :-
غالب :- اے اے بھئی یہ کیا کرتا ہے، تو سید زادہ ہے، مجھے کیوں کہنکا
کرتا ہے :-

مجروح :- کیا حرج ہے :-

غالب :- واہ حرج کیوں نہیں :-

مجروح :- پیردبانے ہوئے ایسا ہی خیال ہے تو پیردبانے کی اجرت دے دیکھے گا :-
غالب :- ہاں اس کا مضائقہ نہیں :-

مجروح :- حضرت آپ نے حاتم علی ہمدانی ایک مکتوب میں تحریر فرمایا تھا کہ
کوئی ستم پیشہ ڈرنی ۔۔۔۔۔ وہ ۔۔۔۔۔

غالب :- ہائے ہائے کیا بات یاد دلادی تم نے سید :-

مجروح :- کیا یہ صحیح ہے ؟

غالب :- ہاں بہت پرانی بات ہے، (پس نظر سازگی کا دردناک سادہ

ایک رات میں قلندر (اُبھرتا ہے ۔)
 کے شاعرہ سے مضحکہ دہنوں بے حد اُداس اور دل شکستہ لوٹ رہا تھا
 کہ اچانک ایک ادبچی سے کہاں سے کسی کے گمانے کی آواز سنائی
 دی اسکوٹی میری ہی غزل گمارہا تھا۔

مغلیہ کی آواز ابھرتی ہے جو بے حد دکھش آواز میں
 گمارہی ہے۔

مغلیہ :-
 آد کو چاہیے اک عمر اٹھ ہونے تک
 کون جیتا ہے تری دلف کے سر ہونے تک
 عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
 دل کا کیا رنگ گودوں خون جگر ہونے تک
 ہم نے مانا کہ تغافل نہ کو دے لیکن
 خاک ہو جائیں گے ہم تم کو قبر ہونے تک
 یک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل
 گر مٹی بزم ہے اک رقص شر ہونے تک
 غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
 خیم ہر رنگ میں ملتی ہے سحر ہونے تک
 گمانے کے دوزان میر ہدی مجروح برابر اپنے استاد
 کے پیر باتے رہتے ہیں (

مجروح :- کون تھی یہ۔

غالب :- چاندنی۔

مجروح :- ملاقات ہوئی؟

غالب :- ہاں، وہ دن، دن عید کے تھے راتیں شب برات کی تھیں ۔

آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد
مجھ سے مرے گنہ کا حساب اسے خدا نہ مانگ

مجرد ح :- اب کہاں ہے وہ ۔

غالب :- خبر نہیں، کچھ دنوں بعد ایسی غائب ہو گئی کہ آج تک اس کی

شکل دکھائی نہ دی ۔ (ایک سرزد آہ کھینچتے ہیں)

یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزمِ آرائشیاں

لیکن اب نقشِ نگارِ طاقِ سیاں ہر گشت

(بائیں جانب سے نیاز علی داخل ہوتا ہے)

نیاز علی :- حضور سر رشته دار صاحب آئے ہیں،

غالب :- کون ؟

نیاز علی :- "کول" سے منشی بنی بخش آئے ہیں ۔

غالب :- اچھا بھئی (اٹھ بیٹھتے ہیں)

(نیاز علی بلانے کو چلا جاتا ہے)

مجرد ح :- حضرت میری اجرت ۔

غالب :- اجرت ؟

مجرد ح :- جی ہاں پیردا بنے کی، ابھی ابھی آپ نے کہا تھا،

غالب :- بھیا کیسی اجرت، تم نے میرے پاؤں دالے میں نے تمہارے

پیسے دالے، حساب برابر ہوا ۔

(میر ہندی مجرد ح اور مرزا غالب دونوں ہنستے ہیں)

بائیں جانب سے منشی بنی بخش حقیقہ حافظانذیر علی کا ہاتھ پکڑے

داخل ہوتے ہیں۔ ساتھ ایک ملازم بھی ہے جس کے سر پر ایک ٹوکرا
ہے جس پر ہری ہری گھاس بکھی ہے۔ ملازم کے بدن پر معمولی پٹے
کا کرتا پاجامہ ہے، کھاروے کی صدی بنے ہے، گلے میں تعویذ
بندھا ہے،

(دوسرے رب کر داروں کے خدو خال اور لباس ابتدائی

صفحات میں بیان کر دئے گئے ہیں)

غالب :- (ڈرے کو دیکھتے ہوئے) کھٹی یہ کیا ہے،

بنی بخش :- جی آم ہیں۔

غالب :- اچھا۔ میں سمجھا کچھ ادھ ہے، فیض خاص نہیں لطف عام ہے۔

ہر بند جام نہیں، آم ہیں۔

(ملازم ٹوکرا نیچے رکھتا ہے، مرزا غالب جھک کر ڈرے میں سے

گھاس ہٹا کر ایک بڑا سا آم نکالتے ہیں)

غالب :- واہ دادا۔ سبحان اللہ، ایک ایک آم ایک ایک سرسبز

گلاس سمجھئے، لیکور سے، (صدا) بھرا ہوا اور پھر اس

سے بھرا ہے کہ سر گلاسوں میں سے ایک قطرہ نہیں گرا۔

بنی بخش :- جی یہ لیکور کیا ہے۔

غالب :- تم نہیں جانتے، لیکور، ایک انگریزی شراب ہوتی ہے۔ تو ام

کی بہت لطیف اور دلگت کی بہت خوب، اور طعم کی ایسی مدھنی

تند کا قوام تپلا۔

بنی بخش :- خوب۔

غالب :- دیکھو اس لغت کے معنی کسی فرنگ میں نہ پاؤ گے، ہاں فرنگ

سرور میں ہوتا ہو مگر بھائی میں تمھاری اس تکلیف اور تکلف سے
خوش نہیں ہوا۔ (ملازم چلا جاتا ہے)

بنی بخش :- نوآکہ میں ام آپ کو نہایت مرغوب ہیں، اس لئے

غالب :- بے شک سچ کہتے ہو، میرے دوست دور دور سے
عمدہ عمدہ آم بھیجتے ہیں، میں خود تقاضا کر کے منگواتا
ہوں۔ بازار سے خریدتا ہوں۔ مگر بھی آموں سے نیت
سیر نہیں ہوتی۔

(آم لڑکے میں رکھ دیتے ہیں، نیاز علی لڑکا اٹھا کر دایش

جانب (اندروں) لے جاتا ہے)۔

غالب :- میرے نزدیک آم میں دو باتیں ہوتی چائیں۔

بنی بخش :- جی کون کون سی،

غالب :- میٹھا ہوا اور بہت ہو۔ (سب ہنستے ہیں)

غالب :- اور بھی میٹھا،

مرزا غالب، مجروح، بنی بخش اور حافظ تالین

اور فرس پر بیٹھ جاتے ہیں

بنی بخش :- قبلہ یہ میرے آگرے کے دوست ہیں، حافظ اندر علی تاج

گینج میں رہتے تھے، اب میرے ساتھ "کول" میں ہیں جہاں میں

ملازم ہوں، آپ کی بیسیوں غزلیں ولد زبان ہیں اور آواز بھی

خوب ہے۔

غالب :- بھئی حقیر تمھارا ہی تشریف :- درمیں ذکر اپنا کتبہ میں بیاں اپنا

ایک سہم ہیں اور چوچا ہے کہاں کہاں اپنا

بنی بخش :- سچی بے شک، یہ آپ سے ملنے اور آپ کو آپ ہی کا کلام سنانے کے
مشتاق ہیں۔

غالب :- خوب کس منہ سے شکر کیجئے اس مہطفِ خاص کا۔
نذیر علی :- نہایت عمدہ آواز میں گاتا ہے :-

دلت ہوئی ہے یاد کو نہاں کئے ہوئے
جوشِ قدح سے بزمِ چراغاں کئے ہوئے
کرتا ہوں جمع پھر جگرِ سختِ سخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوتِ ترگاں کئے ہوئے
پھر پریش جواحتِ دل کو چلا ہے عشق
سامانِ صد ہزارِ شکِ دال کئے ہوئے
پھر دھجِ احتیاط سے رکنے لگا ہے دم
برسوں ہوئے ہیں چاکِ گریباں کئے ہوئے
پھر چاہتا ہوں آمدِ دلہ دار کھولنا
جاں نذرِ دلِ فریبی عنواں کئے ہوئے
جا ہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آواز
سر نہ سے تیز و مشغہ ترگاں کئے ہوئے
جی ڈھونڈھتا ہے پھر نہ ہی فرصت کے رستا دن
بیٹھے ہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے
غالب ہمیں نہ چھیر کہ پھر جوشِ اشک سے
بیٹھے ہیں ہم تہیہ طو نال کئے ہوئے

الجر دح اند بنی بخش سر دھن رہے۔ امرزا غالب مر جھکاٹے

غاموش سُن رہے ہیں۔

غالب :- سبحان اللہ! حافظ جی خوب!

(حافظ نذیر علی تسلیمات بجالاتا ہے)

غالب :- پچھلی عید پر حضور بادشاہ سلامت نے، جب میں قسیدہ لکھ کر لے گیا تھا، بڑی قدر افزائی فرمائی، جب میں قسیدہ پڑھ چکا تو ارشاد ہوا کہ مرثیہ اتم پڑھتے خوب ہو۔

مجرد ح :- سبحان اللہ۔

غالب :- خدا نے میری بے بسی ادا تنہائی پر رحم کیا اور ایسے شخص کو میرے پاس بھیجا جو میرے زخموں کا مرہم اند میرے درد کا دوا مال اپنے ساتھ لایا ہے، اور جس نے میری اندھیری رات کو روشن کر دیا، اس نے اپنی باتوں سے ایک ایسی شمع روشن کی جس کی روشنی میں میں نے اپنے کلام کی خوبی کو جو تیرہ سختی کے اندھیرے میں خود میری نگاہ سے مخفی تھی، دیکھی، میں حیران ہوں کہ اس فرزانہ یگانہ ۔۔۔۔۔

مجرد ح :- یعنی حضرت پر

غالب :- یعنی غشی نبی بخش کس درجہ کی سخن نہیں اور سخن سنجی غایت ہوتی ہے، حالانکہ میں شعر کہتا ہوں اور شعر کہنا جانتا ہوں مگر جب تک میں نے ان بزرگوں کو نہیں دیکھا یہ نہیں سمجھا کہ سخن نہیں کیا چیز ہے اور سخن فہم کس کہتے ہیں۔

مجرد ح :- جی۔

غالب :- مشہور ہے کہ خدا نے صن کے دو حصے کئے، آدھا یوسف کو

دیا اور آدھا تمام بنی نوع انسان کو، کچھ تعجب نہیں کہ فہم سخن اور ذوق
معنی کے بھی دو حصے کئے گئے ہوں، آدھا بنی سخن کے اور آدھا تمام
دنیا کے حصے میں آیا ہو۔

(منشی بنی سخن سر جھکائے بیٹھے ہیں)

مجرد ح :- سبحان اللہ۔

غالب :- میاں مجرد ح زمانہ اور آسمان میرا کیا ہی مخالف ہو، میں اس شخص
کی دوستی کی بدولت زمانے کی دشمنی سے بے نگر ہوں اور اس نعمت
پر دنیا سے قانع۔

مجرد ح :- سبحان اللہ، سبحان اللہ،

بنی سخن :- حضور جو نہیں سمجھتے نہیں سمجھتے، میرے حقیر خیالی میں آپ کے
سارے اشعار ایسے تہہ دار ہیں کہ لہجے کی تبدیلی یا طبیعت پروردگار
سے ایک ایک شعر کے کئی مطلب برآمد ہوتے ہیں، اور جو سمجھتا ہے وہ
سمجھتا ہے۔

غالب :- گیارہ برس کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا تھا، ان ہی دلوں نارسی
میں کچھ شعر زول کئے تھے جب میں نے وہ سراپے استاد شیخ معظم
کو سنائے تو انھوں نے کہا یہ کیا نمل ردیف اختیار کی ہے، ایسے
بے معنی شعر کہنے سے کچھ نائدہ نہیں،

بنی سخن :- جی۔

غالب :- میں اس وقت تو یہ سن کر چپ ہو رہا، ایک دن ملا ظہوری کے سلام
میں ایک شعر نظر پڑ گیا جس کے آخر میں وہی ردیف تھی جو میں نے غزل
میں استعمال کی تھی، وہ کتاب لے کر دوڑا دوڑا میں اپنے استاد کے

پاس پہونچا اور وہ شعر دکھایا استاد شیخ معظم شعر دیکھ کر حیران رہ گئے اور بولے تم
کو شعر و ادب سے خداداد مناسبت ہے، تم ضرور فکر شعر کیا کرو اور کسی کے
اعتراض کی کچھ پروا نہ کرو۔

نبی بخش :- اسی لئے آج مجھ سا نہیں زمانے میں

شاعر لغز گو و خوش گفتار

حافظ نذیر علی :- (ایک دوسری غزل شروع کرتا ہے) آہ کو چاہیئے
ایک عمر اتر ہونے تک۔

غالب :- (بے چین ہو کر) نہیں نہیں نہیں، خدا کے لئے یہ غزل
نہ چھڑو۔

(حافظ نذیر علی چپ ہو جاتا ہے، سب خاموش ہیں، مرزا غالب
اٹھ کر سر جھکائے آہستہ آہستہ ٹہلنے لگتے ہیں)۔

دائیں جانب سے کلیان نہایت چمکدار چاندی کا حقہ مع
بیچوال لاتا ہے، (ادہ ایک طرف رکھ کر جلا جاتا ہے)

(پس منظر)

(”چاندنی“ کی آواز اُچھرتی ہے)

چاندنی :- آہ کو چاہیئے اک عمر اتر ہونے تک

کون جیتا ہے تری زلف کے سر پہ تے تک

(پھر آواز آہستہ آہستہ غائب ہو جاتی ہے)

(مرزا غالب حقہ کے قریب گماڑ سیکھ سے لگ کر

بیٹھ جاتے ہیں، ادہ بیچوال سنبھال کر کش لیتے ہیں)

(مذ میں غون ہیں، میر ہندی مجرد ح اٹھتے ہیں)

غالب :- رکھو غالب مجھے اس تلخ ذراچی سے معاف
آج کچھ دردِ مرے دل میں سوا ہوتا ہے

مجردوح :- اب اجازت دیجئے،

غالب :- جاؤ گئے۔

بنی بخش :- میں بھی اجازت دیجئے۔

غالب :- اچھا بھئی۔

بنی بخش، مجردوح اور حافظ اندر علی بائیں جانب
بڑھتے ہیں مرزا غالب بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں
اور محراب سے شمدان لے کر بائیں جانب چلتے

ہیں)

بنی بخش :- قبلہ آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں، ہم اپنا جوتا پہن
لیں گئے،

غالب :- (سکراتے ہیں) میں آپ کا جوتا دکھانے کو شمدان نہیں
لایا بلکہ اس لئے لایا ہوں کہ نہیں آپ میرا جوتا نہ پہن جائیں
(نصفا پھر تہقہہ بدوش ہو جاتی ہے)

(مبارخصت ہوتے ہیں)

مرزا غالب شمدان لئے واپس ہوتے ہیں کہ بائیں جانب جھم جھم
ساٹی دیتی ہے، وہ بھر بائیں جانب جاتے ہیں، اور ادھر ادھر
دیکھ کر واپس آ جاتے ہیں پھر شمدان محراب میں رکھ

دیتے ہیں۔

جھم جھم تریب آتی ہے تو مرزا غالب گھوم کر بائیں جانب

دیکھتے ہیں، وہاں زرد رنگ کا لمبی آستینوں کا کرتا، سرخ گلابی کا
پاجامہ، کالے نخل کی صدری اور دھانی روپہ اور پٹھے اس
طرح کہ روپہ کا گھونگھٹ نکلا ہوا ہے "چاندنی" کھڑی ہے۔

غالب :- (حیرت سے) چاندنی۔

چاندنی :- جی۔

غالب :- تم یہاں؟

چاندنی :- کیوں نہیں یہاں نہیں آسکتی۔

غالب :- وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے

کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

چاندنی :- یقین تو نہیں آتا۔

غالب :- بالکل نہیں آؤ بیٹھو۔

(چاندنی آہستہ آہستہ ادا سے چلتی غالب سے کچھ

دور گھاؤں سے لگ کر بیٹھتی ہے)

چاندنی :- دل کو ہم صرف دُعا سمجھتے تھے کیا علوم تھا

یعنی یہ پہلے ہی نذر امتحاں ہو جائے گا

غالب :- سب کے دل میں ہے جگہ تیری جو تو راہی ہوا

مجھ پہ گویا اک زمانہ ہسرواں ہو جائے گا

چاندنی :- (نہایت آہستہ)

گر نگاہِ کرم مسر ماتی رہی تسلیم ضبط

مشعلہ خوں میں چلے زل رگ میں نہاں ہو جائے گا

(کنکھوں سے مرزا غالب کی طرف دیکھتی ہے)

غالب :- ہمارے جاں ہے غالب اس کی ہر بات
عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا

چاندنی :- (مسکراتی ہے)

غالب :- چاندنی -

چاندنی :- جی

غالب :- بھارے گھر چشب ماہ گزری تھی وہ میں تادم زلیت فراہوش
نہیں کر سکتا پائے وہ دن -

چاندنی :- وہ فراق ادوہ وصال کہاں

وہ شب و روزاء و سال کہاں

غالب :- تم کہاں چلی گئی تھیں -

چاندنی :- کون میں ؟

غالب :- ہاں -

چاندنی :- میں تو کہیں نہیں گئی تھی، دیکھئے اب بھی آپ کے سامنے بیٹھی ہوں

غالب :- پھر اتنے برسوں بعد -

چاندنی :- (ہنستی ہے)

غالب :- تم نے اس رات میری وہ غزل کس ادا سے سنائی تھی کسی کو

دے کے دل کو مٹی کو اسخ نال کیوں ہو -

چاندنی :- نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو -

غالب :- آج پھر سناؤ گی -

چاندنی :- ہاں

غالب :- تو پھر سناؤ :-

چاندنی :- (گمانی ہے)

کسی کو دے کے دل کو ٹیڑھا سیخ نساں کیوں ہو
 نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں بال کیوں ہو
 وہ اپنی خود چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
 بیک سرین کے کیا چھپیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو
 دنیا کیسی کہاں کا عشق جب سر جھوڑنا ٹھہرا
 تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آتاں کیوں ہو
 قفس میں مجھ سے رو داد چمن کہتے نہ ڈر ہم دم
 رگڑی ہے جس پہ کل سجلی وہ میرا آشیان کیوں ہو
 یہی ہے آزمانا تو ستانا کس کو کہتے ہیں
 عدد کے ہو لئے جب تم تو میرا امتحان کیوں ہو
 نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالب
 ترے بے ہر کہنے سے وہ تجھ پر ہر بال کیوں ہو
 چاندنی :- آپ کے اشعار میں بے حد دکھ اور بلا کا غم ہے
 غالب :- غم ہائے غم کو بھی اسے دل غنیمت جانئے
 بے صدا ہو جائے گا یہ ساز ہستی ایک دن
 چاندنی :- خوب سبحان اللہ!

(مرزا غالب چاندنی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں)

(کسی کے پیر کی آہٹ ہوتی ہے) (چاندنی ہاتھ

چھڑا لیتی ہے)

چاندنی :- کسی آہٹ ہوتی ہے۔ (اٹھ کھڑی ہوتی ہے)

غالب :- سنو تو۔

چاندنی :- میں چلتی ہوں۔ (غالب بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں)

(چاندنی جلدی جلدی دائیں جانب چلی جاتی ہے)

(بائیں جانب سے نیاز علی آتا ہے)

غالب :- نیاز علی۔

نیاز علی :- حضور حکیم محمود خاں آئے ہیں۔

غالب :- (سر پر مگر تخت پر بیٹھ جاتے ہیں) حکیم صاحب سے کہو

تشریف لائیں

(حکیم محمود خاں سر سے پاؤں تک سفید لباس پہنے
داخل ہوتے ہیں۔)

(تفصیل ابتدائی صفحات میں درج ہے)

غالب :- حکیم صاحب بڑے بڑے وقت آئے،

حکیم محمود خاں :- بڑے بڑے وقت، وہ کیسے میں تو روز اسی وقت آتا ہوں۔

غالب :- ابھی ابھی وہ ماہ روز میرے گھر تھا، آپ کی آہٹ پا کر چلا گیا۔

حکیم محمود خاں :- ماہ روز — کون؟

غالب :- چاندنی۔

حکیم محمود خاں (حیرت سے) چاندنی؟ چاندنی اب یہاں؟

غالب :- ہاں یہاں، میرے پاس

حکیم محمود خاں: کیا کہتے ہیں آپ، اسے مرے تو آج کئی برس

گزر گئے۔

غالب :- اب میں آپ سے کیا کہوں،

غالب چچا

حکیم محمود خاں اپنا ہاتھ مرزا غالب کے ماتھے پر
دکھتے ہیں)

حکیم محمود خاں :- بدن تو پھنک رہا ہے، آپ کو تیز بخار ہے۔
غالب :- بخار - ؟

حکیم محمود خاں :- بڑے زور کی تپ جوڑھی ہے، آپ لیٹ جائے،
(پکارتے ہیں) نیاز علی درزا غالب لیٹ جاتے ہیں، حکیم
محمود خاں منہ نہ کھولتا ہے (ہیں)

(پودہ گرہتا ہے)

ایکٹ (۵)

منظر

رزا غالب کے مکان کے مردانہ حصے کے والان کا ایک گوشہ پندرہ
 فروری ۱۸۶۹ء دہلی جانب ادٹ ہے۔ یہ وسط میں تخت پر اجلی چاندنی
 اور تالین کا فرش ہے رزا غالب نہایت ضعیف و زوالہ تخت پر لیٹے کواہ
 رہے ہیں۔ ایک طرف حکیم محمد خاں ہیں دوسری طرف حکیم احسن اللہ
 خاں لباس دونوں کے ملتے جلتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ایک بہت بڑے
 سبز رنگ کی انگوٹھی حکیم احسن اللہ خاں پہنے ہوئے (تفصیل ابتدائی
 صفحات بمذراں نام 'خدا خاں اور لباس ملاحظہ فرمائیے)
 پائنتی کلیاں اور نیاز علی سر جھکائے کھڑے ہیں تخت کے پاس ہی
 لڑاب ضیاء الدین محمد خاں کھڑے ہیں۔

غالب :- (کراہتے ہوئے) آہ - کون، اے خباب میرن صاحب
 السلام علیکم، حضرت آداب، کہو صاحب آج اجازت ہے، یہ
 ہمدی مجروح کے خط کا جواب لکھنے کی۔
 حکیم احسن اللہ خاں :- بخار بے حد تیز ہے۔

غالب :- صاحبقران ثانی حضرت شاہ جہاں نے اپنے دربار میں شاعر حکیم کو
 سیم زندہ اور لعل و گوہر سے تلواریا تھا میں تو بس اتنا چاہتا ہوں کہ زیادہ
 نہیں تو آپ سخن سخن حضرات کو حکم دیں کہ وہ ایک بار میرے کلام کو
 ہی حکیم کے کلام کے ساتھ تو لے کر رحمت گوارا فرمائیں :- آہ -

شہرت شہرم گنجیتی بدنم خواہد شدم۔

حکیم محمود خاں :- کل چوڑا فردوسی ۸۶۹ء کے "اکمل الاخبار" اور...

"اشرف الاخبار" دونوں میں میرزا صاحب کا بیان چھپا ہے کہ میرے
اجاب میرے حال سے اطلاع پائیں، درمستوں کی خدمت کو ادا
کے میں کبھی قاصر نہیں رہا، اور خوش و خوشنودی سے کام کرتا رہا
اب جبکہ نکلا ہو گیا، نہ جو اس باقی نہ طاقت بھرا کیا کر دل
غیاث الدین احمد :- جی ہاں، میں نے پڑھا ہے، لکھوایا ہے کہ اگر کسی
صاحب کو میری طرف سے کچھ رنج و ملال ہو تو خالصتاً شرمناک
فرمائیں، اگر جوان ہوتا تو اجاب سے دعا کرتے صحت کا طلب گار
ہوتا، اب جو بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں تو مغفرت کا خواہاں ہوں۔

حکیم حسن اللہ خاں :- چار پانچ سال پہلے سارے بدن پر پھوڑوں نے ابھیرا تھا، جتنا
خون بدن میں تھا سب پیپ ہو کر نکل گیا۔

حکیم محمود خاں :- بس بھر پلے تو لہجہ کا بھی سخت حملہ ہوا تھا،

حکیم حسن اللہ خاں :- سن کہاں ہے جواب دم صا سح کی تولید ہو،

خود مجھ سے کہتے تھے آٹھویں رجب ۱۲۱۲ء کو پیدا ہوا تھا، اس

آٹھویں رجب ۱۲۸۴ء کو بہتر بس پورے ہو گئے، اہتر ویں بس

میں قدم رکھ چکا ہوں۔

غالب :- کلیاں

کلیاں :- جی حضور

غالب :- میرزا جیون بیگ کو بلاؤ۔

غیاث الدین احمد :- عارف کے لڑکے کو پوچھتے ہیں۔

غالب :- اور بگا بیگم کی دختر کو بھی
کلیان :- جی حضور ۔

(اچانک "چاندنی" کی آواز اُبھرتی ہے)
آہ کو چاہئے اک عمر اٹھو ہو لے تک
غالب :- آہ مند گیسٹ کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالب
یار مئے میرے بالیں پر اسے پرکس وقت
کلیان :- حضور اطلاع گئی ہے، کچھ دم میں آیا جا رہے ہیں ۔
غالب :- آہ ۔ دم واپس بسراہ ہے ۔

عزیز اب اللہ ہی اللہ ہے اللہ ۔ اللہ
(اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر گر پڑتے ہیں)
(اگر دن ڈھلک جاتی ہے)

حکیم حسن اللہ خاں :- (حادثہ کھینچ دیتے ہیں) (باللہ وانا الیہ راجعون)
(اڈل کے پیچھے سے چٹخ نساٹی دیتی ہے)
حکیم محمود خاں :- رشک عرنی د فخر طالب مُرد
اسد اللہ خاں غالب مُرد

پس منظر

چاندنی دردناک لے میں سگا رہی ہے
غم ہستی کا اسد کس سے ہو جو مرگ علاج
خمع ہر دنگ میں جلتی ہے سحر ہوئے تک
سب سر جھکا مئے آئو بہا رہے ہیں ۔

چاندنی کی آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی جاتی ہے ۔ (پردہ گرتا ہے)

ڈرامہ لکھنے سے قبل مندرجہ ذیل کتب رسالہ جات
میرے زیر مطالعہ رہے

۱۶۔ بہادر شاہ ظفر اہور حسین

۲۔ سافلی

حالی

۱۔ یادگار غالب

محمد حسین آزاد

۲۔ آبِ حیات

دارہ ادبیات اردو حیدر

مالک رام

۳۔ ذکر غالب

آباد کی جانب سے خارج

”

۴۔ تلامذہ غالب

خدا میرے چودہ ڈراموں

”

۵۔ خطوط غالب

کا مجموعہ جس میں ذوق

خلیق انجم

۶۔ نادر تحریریں

نماک اور مومن پر ڈرامے

خورشید الاسلام

۷۔ غالب

ہیں۔

آرکھنوی

۸۔ مطالعہ غالب

انتیاز علی عرشی رسائل

۹۔ مکتبہ غالب

غالب

۱۰۔ اردو سے معلیٰ

بنکار
علی گڑھ میگزین

آج کل

ادبی دنیا

مجلس کے دوسرے متعلقہ

۱۱۔ عود ہندی

۱۲۔ شرح دیوان غالب جوش ملیحانی

۱۳۔ غالب

۱۴۔ احوال غالب

۱۵۔ انکار غالب

۱۶۔ غالب شناسی

۱۷۔ انصاری